SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, October 08, 1998

The Senatc of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty four minutes past 5 in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لہم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ٥

ترجمہ: جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین - جزاک اللہ - Question hour ، وٹو صاحب ، کدھر ہیں منسٹر صاحبان - پتہ کریں -

میاں محمد یٰسین خان وٹو - ابھی بلوایا ہے جی -

(pause)

میاں محمد یٰسین خان وٹو - اصغر علی شاہ صاحب ورکس کے وزیر آگئے ہیں - ان

کا ایک سوال ہے۔ چوہدری نثار صاحب کا ایک سوال نمبر ۶۲ ہے ۔ اس کو جناب defer فرما کر کل رکھ دیں ۔ وہ آج کسی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکے ۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے جی ۔ اچھا منسٹر صاحبان آ رہے ہیں ۔

(pause)

جناب چیئرمین: جی سوال نمبر ۶۱۔

61. ***Haji Javed Iqbal Abbasi**: Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to the answer to Starred Question No. 34, replied on 8-5-1997, and state the steps taken by the Government to improve the low voltage problem in village Bhirrah, District Haripur?

Mr. Gohar Ayub Khan: The voltage improvement work in village Bhirrah District Haripur has been started under work order No. 93-60487. The following work has already been completed:-

-Errection of HT	6 Nos.
-Re-conductoring	10 spans of LT Line.
-Installation of one No.50 KVA transformer	Completed.

The work is pending for installation of Drop Out Cut Outs, which will be completed within this week.

Mr. Chairman: Any supplementary?

جناب سر انجام زمیندار: اس وقت دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میٹروں کی سپیڈ بڑھا دی گئی ہے اور وولٹیج ڈاؤن ہوتی جا رہی ہے ۔اس وجہ سے ٹیرف چینج ہوتا جا رہا ہے۔ جب ٹیرف change ہو جاتا ہے تو بجلی کا بل بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عام شکایت ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ حلیم صدیقی صاحب ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی - جناب Thank you very much جناب

میں یہ بتانا چاہوں گا کہ میٹر بڑھ جانے سے voltage fluctuation نہیں ہوتی - Transformers

کے اوپر excess load آ جائے more than their capacity یا بیچ میں وائر میں کوئی

resistance شروع ہو جائے کوئی ہک لگائے یا کنڈا لگائے یا پیچھے سے کوئی میٹر سے چوری

کرنے لگے اور وہ flow of current اگر regular نہ ہو تو پھر fluctuation ہوتی ہے - میٹر تیز

ہونے سے یا چلنے سے یا میٹر defective ہونے سے voltage fluctuation نہیں ہوتی- اس میں

کوئی شک نہیں کہ اگر ٹیرف بڑھتا ہے تو چوری بڑھ جاتی ہے اور اس چوری کو cover کرنے کے

I am fully convinced, I am one of them and I know, Sir کہ واپڈا میں یقینا یہ move

ہے کہ جتنی چوری ہوتی ہے اتنا بل inflate کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ ریونیو بڑھ

جائے - اس کے لیے جناب we are trying to improve things اور it will take some time

before we can bring some improvement to this poor technology.

جناب چیئرمین - جی جناب سیف اللہ پراچہ - اس کے بعد جی - سیف اللہ پراچہ پھر

آپ کا جی -جی جناب سیف اللہ پراچہ صاحب -

جناب سیف اللہ خان پراچہ - جناب خاص طور پر بلوچستان میں ٹیوب ویلز کے لیے

انہوں نے ایک فکس ریٹ دیا تھا - مگر fix rate meant for fix voltage but practically

electricity supply جو کی جاتی ہے وہ بہت کم وولٹیج پر آتی ہے- کیا یہ ریٹ میں ایڈجسمنٹ

کریں گے اور ریفنڈ دیں گے for their low voltage to the farmers.

کیپٹن (ر) حلیم احمد صدیقی - جناب جو فلیٹ ریٹس ہیں - on pump of

irrigation it is not on voltage. It is on horse power of the pump. تو اگر پمپ چل رہا

ہے تو voltage is there اور اگر وولٹیج نہیں ہو گی تو پمپ نہیں چلے گا پمپ نہیں چلے تو

پھر تو بات اور ہے لیکن it is not due to shortage of our lower fluctuation in

voltage, it is charged per horse power.

جناب چیئرمین - جی سرانجام خان صاحب -

جناب سرانجام زمیندار - میرا سوال اصل میں یہی تھا- میرے خیال میں منسٹر صاحب

نے قبول کر لیا کہ میٹروں کی سپیڈ بڑھ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ چوری اور کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ چوری کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا ۔ ہم جیسے شریف لوگ پورا بل ادا کرتے ہیں اور جو چوری کرتے ہیں ان کا حساب ہم سے لیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بھی چوری شروع کردیں تاکہ حساب کتاب برابر رہے ۔ ایک ۔ دوسری بات یہ کہ جو پراچہ صاحب کی بات ہے کہ وولٹیج جب ڈاؤن ہو جاتا ہے تو تھری فیس موٹر نہیں چلتی ۔ اب اس کو جو بل آتا ہے وہ تو فلیٹ ریٹ پر ہے اور فلیٹ ریٹ پر تو اسے چاہے وہ ایک گھنٹہ بجلی استعمال کرے ، چاہے اس کی موٹر دو گھنٹے چلے یا آدھا گھنٹہ چلے یا پورا مہینہ چلے اس کو وہ فلیٹ ریٹ دینا پڑتا ہے ۔ اب اگر وولٹیج ڈاؤن ہے تو وہاں پر تو ان کا کام نہیں چل رہا ۔ پھر فکس ریٹ پہ اس سے بجلی کا جو بل لیا جاتا ہے ۔وہ تو ناانصافی ہے جی ۔

جناب چیئرمین ۔ جی ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ sir thank you very much لیکن یہ سپلیمنٹری بنتا نہیں ہے اس کا I am just answering this question جناب میں یہی question suggest کروں گا کہ proposal بنا کر دیں اور we will definitely look into کہ کن ایریاز میں کہاں پر پمپس چلنے کے لیے بجلی کی کمی ہے اور shortage ہے اور پمپس کی average running کیا ہے۔ کیونکہ جناب جب یہ فلیٹ ریٹس طے ہوا ہے per horse power اس میں ایک minimum اور maximum number of hours, running hours per pump calculate کیے گئے ہیں۔ اگر وہ minimum and maximum کے بیچ میں نہیں آتے ہیں تو we can look into it and definitely the concession should be given and we will support that proposal جی۔

جناب چیئرمین۔ جی تاج حیدر صاحب۔

جناب سرانجام زمیندار۔ دیکھیں صاحب میرا سوال نہیں ہے اگر چوری اور کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اسے ایڈجسٹ کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو یہی میں کہتا ہوں کہ ہم دس یونٹ خرچ کرتے ہیں بقایا وہ دوسرا آدمی ہے وہ چوری کرتا ہے ۔وہ تو کچھ نہیں دیتا لیکن میرے دس کے بیس کرا دیتا ہے ۔میرا سوال تو یہی تھا ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ I am sorry I had slipped that. میں

اس میں گزارش یہ کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ penalise اور اس میں میٹر ریڈنگ کا دخل نہیں ہے۔ وہ آپ کو average bill کر کے دیتے ہیں They don't give the meter reading میٹر ریڈنگ میں تو آپ ہمیشہ اپنے میٹر کو چیک کر سکتے ہیں کہ آپ اپنی لائٹس بھی off کر دیں اور دیکھیں لیں کہ میٹر چل رہا ہے کہ نہیں چل رہا ہے۔ اگر میٹر defective ہے یا کرنٹ کوئی اور لے رہا ہے۔

You can always check that. There are ways and means of checking of your meter

لیکن جناب وہ average billing کر کے billing کر رہے ہیں۔ اس میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ اور ایم این اے اور سینیٹرز اور پارلیمنٹیرین should help WAPDA and those honest people کہ آپ کے علاقے میں جو لوگ کونڈا لے رہے ہیں یا چوری کر رہے ہیں یا known people ہیں Where you get to know, at least help us and identify those people, we will take action against them.

جناب سرانجام زمیندار۔ جناب جہاں پر وولٹیج کا مسئلہ ہے اس میں دو چیزیں ہیں، یہ ایک چوری کی بات ہے۔ چوری تو عام ہوتی ہے اور چوری ہم کس طرح کرتے ہیں واپڈا کے through ہوتی ہے جی۔ ہر ایک جگہ پر یعنی میٹر ریڈر سے لے کر اے سی تک ان کے اپنے گھروں پر بورڈ لگے ہوئے ہوتے ہیں کہ واپڈا کا کلرک ہے، چپڑاسی ہے، مالی ہے، کوئی نہیں جاتا وہاں پر کہ اندر چیک کریں۔ چوری تو وہیں پر ہوتی ہے۔ وہی لوگ کرتے ہیں۔ ہاں میں یہ چیلنج کرتا ہوں، آپ آئیں میں آپ کو بتاؤں گا کہ فلاں فلاں جگہ پر یہ لگے ہوئے ہیں اور ان کے ہاں اندر تو کوئی جاتا نہیں ہے۔ ایسے بورڈ ہیں وہ اور چیک بھی نہیں کرتے کہ یہ کیا ہے بلکہ تندور جو لگائے ہوتے ہیں ان کو بھی بجلی سے چلایا جاتا ہے۔ وہ جو چوری ہوتی ہے وہ ہمارے ذمہ ہو جاتی ہے۔ دوسری بات کہ جو وولٹیج ڈاؤن ہے وہ یہ کہ جب ایک آدمی نیا گھر بناتا ہے تو جب وہ اپنے لئے بناتا ہے تو ان کا ہی لائن مین یا ان کا وہ جو سپرنٹنڈنٹ ہوتا ہے وہ یہ بتاتے ہیں کہ کیوں اتنا پاور لکھتے ہو، کم لکھیں تاکہ تمھاری سکیورٹی کم ہو جائے۔ لہذا وہ کم لکھتا ہے۔ اب کاغذ پر وہاں پر اس کے ٹرانسفارمر پر 100 کلو واٹ کا بوجھ ہے لیکن اصل اس میں دو سو کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر خود بخود وولٹیج ڈاؤن ہو جاتی ہے۔

Mr. Chairman: You are aware of all these problems.

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی - بالکل صحیح ہے جناب I don't dispute
his information and knowledge لیکن اس میں دونوں برابر کے شریک ہیں واپڈا بھی اور
consumer بھی تو میں وہی کہہ رہا تھا کہ جناب اس میں کوئی aurgument نہیں ہے
definitely this deficiency is there and WAPDA is at it اور اس کے لئے necessary
steps are being taken لیکن یہ آج کا ایشو نہیں ہے This is being built up for over a
period of time اور یہ بھی آہستہ آہستہ ہی درست ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ

We are at it and we are trying to do it.

جناب چیئرمین - جی جناب تاج حیدر صاحب -

جناب تاج حیدر - شکریہ جناب یہ جو پوزیشن ہے اس میں ایک تو چوری وغیرہ
ہے جس طرح سرانجام خان صاحب نے فرمایا لیکن اس میں ٹیکنیکل over billing ایسے ہوتی ہے کہ
energy consumed is equal to current multiplied by voltage, multiplied by ten.
For a fixd time اگر آپ کم وولٹیج سپلائی کر رہے ہیں ، انرجی ، تو اس کا کرنٹ بڑھ جاتا ہے
جو الیکٹرسٹی میٹرز ہیں وہ کرنٹ سے چلتے ہیں یعنی ان کی سپیڈ کرنٹ سے ریگولیٹ ہوتی ہے تو
for the same amount of energy the meter record moves faster and it records a
higher reading and consequently a higher billing جناب عالی اگر منسٹر صاحب اپنے
وزیروں سے پوچھیں تو یہ deliberately وولٹیج گرائی جا رہی ہے اور وولٹیج میں جتنے فیصد ، مطلب
اگر 132 کی جگہ آپ 110 پر کر رہے ہیں The current will go up by 20 percent and the
bills will go up by 20 percent. This is a deliberate arrangement.

جناب چیئرمین - یعنی اگر وولٹیج گرائی جاتی ہے تو کرنٹ بڑھ جائے -

جناب تاج حیدر - اگر وولٹیج گر جائے گا تو انرجی تو فکس ہے ، تو اس میں
کرنٹ بڑھ جاتا ہے - اچھا اب آپ کا جو میٹر ہے وہ گھر کا ہو یا ٹیوب ویل کا ہو یا جو بھی ہو ،
اس کی ریگولیٹنگ کرنٹ سے dictate ہوتی ہیں یعنی اگر پانچ ampere کرنٹ وہ کھینچ رہا ہے تو
ایک ہزار لے گا اور اگر دس ہے تو وہ دو ہزار revolutions پر چلے گا تو اس کی ریڈنگ بڑھتی

جائے گی ، یعنی جتنا کرنٹ زیادہ ہے اتنی وولٹیج گرا کر کرنٹ بڑھایا جاتا ہے اور کرنٹ بڑھا کر ریڈنگ بڑھائی جاتی ہے ، ریڈنگ سے بل بڑھتا ہے ۔

This is what is happening.

Cap. (Retd.) Haleem Ahmed Siddiqui: Sir, I can't dispute the honourable Senator's knowledge. May be he has got better knowledge than many. I would only request him if he can come and make a physical demonstration. I will have the Engineers and technicians before him and we can look into this. I mean, I am not disputing his knowledge but whatever little that I know, I don't think this is correct.

آپ بھی کراچی کے ہیں ، میں بھی کراچی کا ہوں ۔ آپ کراچی میں ہی ملیں and you give us a demonstration, we will work on it and jointly we will try, this is no problem.

جناب چیئرمین۔ او کے ۔ جی بشیر مٹہ صاحب ۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب والا! میرا سوال simple سا ہے۔ وزیر صاحب یہ کہتے ہیں کہ we are at it تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ we are deminishing and it is expanding اگر ان کو یہ ساری چیزیں معلوم ہیں تو اس کا علاج کون کرے گا یا کسی اور مخلوق یا جنات کو ہم ٹیلی فون کریں کہ آئیں

he is the Minister Incharge and he poses so helpless before this Senate that we can feel in our heart that he will do nothing. He should give us a categorical and strong and bold assurance that he will take steps against those people who are corrupt. As far as we are concerned, he wants our cooperation, I tell you that we rang your X-En even, he even has an intermediary and you can not talk to him on telephone because although he is not entitled to anything but he has some man sitting there.

آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں ۔ X-En should be available to all the people of this

یہ اس ملک میں جانور رہتے ہیں یا انسان رہتے ہیں۔ ایکسین سے آپ بات نہیں کر country

سکتے۔ پھر آپ اس کو جائیں گے کہ میں سینیٹر ہوں تو پھر ایکسین تقریباً پانچ منٹ آپ کو لائن

پر رکھے گا، اس سے آپ بات کریں گے How can we help you in this state of affairs.

You give us the authority and we will help you in just a week, everything will be

آپ کسی alright, but you, yourself don't want to take any action against anybody.

ایکسین کے خلاف بات کر سکتے ہیں ؛ if you take any action, see of your own colleagues

You can گا will recommend him ورنہ اوپر سے، ورنہ ابا جی آپ کے پیچھے ٹیلی فون آ جائے

not do anything against them, that is a real fact and don't deny it in the Senate.

جناب چیئرمین۔ جی حلیم صدیقی صاحب۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی۔ جناب والا! میں توسمجھتا ہوں کہ ہمارے بھائی

صاحب تھوڑا سا جذباتی ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ we are aware of that, the

whole country is aware of this and we are aware that there is a deficiency, there

is corruption in WAPDA, there is irregularity. There are irregularities. What I

ہو سکتا ہے Sir please اس میں کوئی شک نہیں said sir, we both are involved equally.

کہ میرے گھر میں کرنٹ صحیح آ رہا ہو یا میرے گھر میں بل کم آ رہا ہو۔ ایک ایم این اے،

وزیر یا سینیٹر کی حیثیت سے بل کم آ رہا ہو لیکن جناب! بات یہ ہے کہ یہ پھر مجھے معلوم ہے

کہ میرے گھر میں بجلی کا بل بھی کم آ رہا ہے یا اگر میں ممبر نہیں ہوں تو میرے گھر میں

زیادہ آ رہا ہے۔ جناب! چیز یہ ہے۔ We are taking corrective measures یہ آج کی مشکل

نہیں ہے۔ کینسر جب discover ہو جاتا ہے تو overnight cure نہیں ہوتا۔ اس میں یا تو آپ

The thing is sir, the کر دیتے ہیں۔ ہاتھ میں اگر کینسر ہے یا کہیں پر کینسر ہے chop off

corrective measures are being taken and for the information of all the members, sir,

it is not part of the question but I am answering these questions to accommodate

یہ ایک دن کی، ایک مہینے کی، ایک سال یا ڈیڑھ the honourable members, the thing is sir,

سال کی بیماری نہیں ہے it has been built up over a period of time اب میں اگر یہ کہوں

گا تو پھر جناب! سیاسی بات ہو جاتی ہے - یہ سیاسی بات نہیں ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اٹھارہ ماہ میں development ہوا ہے - اس سے جو پہلے تین سال کی حکومت تھی - انہوں نے کیا improvement کی ہے - اس سے جو پہلے تھی ' انہوں نے کیا کیا ' اس سے جو پہلے تھی انہوں نے کیا کیا پھر مارشل لاء کی حکومت نے کیا کیا -

The thing is that sir, we have got to put ourselves together. we have got to fight this evil and we have got to bring about a betterment in these things. These things can only be arrested with cooperation , with understanding and sir , with introducing the new technology. We did not keep the basic technology and that is why we are suffering , the WAPDA is bleeding, it is not only the WAPDA , the whole nation is bleeding. The whole economy is bleeding. There are no two opinions about it. You can ask questions as many as you want.

جناب چیئرمین- اگلا سوال نمبر 62 جناب اقبال حیدر صاحب -

62. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state:-

(a) the number of civil or criminal cases registered by WAPDA and KESC in courts of law since 1st March, 1997 against the persons guilty of power theft or defaulters in payment of electricity bills with province-wise break-up;

(b) the number and names of thieves or defaulters arrested, indicating also the amount outstanding and amount recovered from each; and

(c) the present status of the cases pending against each?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a, b, c) Area Electricity Board-wise reply in respect of AEB, Multan, MEPCO (Multan Electric Power Company), LESCO (Lahore Electric Supply Company, IESCO (Islamabad Electric Supply Company), GEPCO (Gujranwala Electric Power Company), HESCO (Hyderabad Electric

Supply Company and QESCO (Quetta Electric Supply Company) is attached as Annexure. A, B, C, D, E and F respectively.

The information in respect of PESCO (Peshawar Electric Supply Company) and FESCO (Faisalabad Electric Supply Company) and KESC (Karachi Electric Supply Corporation) is being collected and will be furnished shortly.

(Annexures have been placed in the Senate Library).

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال۔

Syed Iqbal Haider: Answers are incomplete and as I was apprehending, it will not be in accordance with the question. I had simply asked one question that number of civil and criminal cases registered by WAPDA and KESC and give us province-wise break down. The second sub question was, number of persons arrested and released on bail as well as the amount outstanding against those defaulters or thieves and amount recovered from them.

Sir, it is not a good practice to place the reply in the Library. It is not a detailed and bulky reply, you would appreciate, if the four/five pages reply is placed in the Senate Library and I came delibrately well before time to read the answers to make cogent and logical supplementary questions which I am prevented. In any case sir, if you read annexure "A";

ملتان کے defaulters کے نام نہیں دیئے ہیں۔ وہ ایسی کچھ اہم شخصیات ہیں کہ ان چوروں اور defaulters کے نام بتاتے ہوئے منسٹری کو شرم آتی ہے۔

دوسری بات یہ ملتان کے case میں Annexure 'A' میں کہتے ہیں۔ Detailed information will be furnished shortly تو میں کیا ان سے supplementary سوال کروں اور سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ ان چوروں اور defaulters کے نام دینے سے آپ نے کیوں اجتناب کیا۔ دوسرا سوال ہے Annexure 'B' سے ' لاہور میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے 1033 cases

رجسٹر کئے ہیں اور نام کتنوں کے دیئے ہیں، صرف 13 کے۔ اگر آپ ' page 2 Annexure B
دیکھیں تو اس میں صرف انہوں نے بجلی کے چوروں اور defaulters کے 1033 cases رجسٹر
کئے ہیں اور نام صرف 13 کے دیئے ہیں اور جناب 13 میں بھی مضحکہ خیزی ہے اس کے page 2
میں کہتے ہیں کہ ایک کوئی بہت بڑا چور ہے ,M/s Sam Pakistan Lahore Road
Shaikhupura اس کے against ہیں جناب 21 million rupees ۔ 21 million rupees کا بجلی کا
چور اس کو آج تک نہیں پکڑا جا سکا اور ان سے ایک پیسہ بھی recover نہیں کیا گیا۔ دوسرا بڑا
چور مہران محمد جہانگیر مدینہ کالونی باغبانپورہ لاہور ' اس کے against ہیں 4 million سے زیادہ '
تقریباً 5 million ہیں۔ اس سے بھی ایک پیسہ recover نہیں کیا گیا۔ پھر اس کے بعد ہے Taj
Paper Board Mills, Near Paper Mills, Shaikhupura وہ تقریباً ساڑھے تین ملین سے زیادہ
کے defaulter ہیں مگر ایک پیسہ بھی recover نہیں کیا گیا۔ اسی طرح سے رفاقت علی ہے
Steel Furnish Industries, G.T. Road, Muridkay اس کے خلاف بھی 27 لاکھ کا بجلی کی
چوری کا case ہے' نہ arrest ہوا اور نہ پیسہ recover ہوا تو جناب یہ صورتحال ہے لاہور کی کہ
1033 cases میں سے انہوں نے صرف 13 کے نام دیئے ہیں اور پھر کوشش کی ہے کہ چوروں کی
پردہ پوشی ہو اور ان کے نام ظاہر نہ ہو سکیں۔یہی وجہ ہے کہ واپڈا کو defaulters سے پیسوں
کی recovery میں ناکامی ہو رہی ہے۔ اب آگے بڑھیئے جناب ' اسلام آباد الیکٹرک سپلائی کمپنی
کے صرف تین چور ہیں، خالد رشید ' بہت چھوٹے کو تو پکڑ لیا بڑوں کو نہیں پکڑا ' نعیم داد ہیں
انہوں نے 1,49000 کے عوض صرف 34 روپے دے کر اپنی جان چھڑائی ہے۔ اسلام آباد کی تو
انہوں نے بہت چھوٹی لسٹ دی ہے۔ گوجرانوالہ کی وہی مضحکہ خیز صورتحال ہے جو کہ ملتان کی
ہے۔ گوجرانوالہ کے بجلی کے چوروں کے نام پھر انہوں نے مخفی رکھے ہیں اور ان کی لسٹ نہیں
دی گئی۔ کیوں نہیں دی گئی جبکہ جناب اگر آپ دیکھیں کہ گوجرانوالہ میں

total outstanding amount is 112,679.872

جناب چیئرمین۔ یہ کس صفحہ پر ہے؟

سید اقبال حیدر۔ یہ جناب 'Annexure 'D میں ہے۔ ایک شہر صرف گوجرانوالہ میں
112 million سے زیادہ total outstanding رقم انہوں نے دکھائی ہے ' اور اس کے against میں

112 کے against انہوں recovery کی بھی صورتحال دیکھ لیں جناب یہ اس کے نیچے ہی ہے کہ 112 کے against انہوں نے recover کیا صرف 4 million rupees یعنی 40 لاکھ۔ ان چوروں کے نام بھی دینے سے انہوں نے اجتناب کیا ہے کیونکہ شاید وہ کوئی above the law ہیں ' کوئی ruling classes کے لوگ ہیں جن کا نام ظاہر کرنا توہینِ خاندانِ آمریت ہو گی۔ جناب اور آگے چلیے اسی طرح سے details of theft in Hyderabad ' 2558 FIR درج ہیں ' 786 لوگ گرفتار ہوئے ہیں ۔ آگے case کا کیا ہوا آیا وہ رہا ہو گئے یا ان کا case چل رہا ہے ' اس کے بارے میں انہوں نے کہا ہے the requisit information will be furnished shortly ۔ اس سے آگے چلیئے جناب کوئٹہ کی حالت بھی اس سے بہتر نہیں ہے۔ کوئٹہ میں 1490cases رجسٹر ہوئے ہیں۔

(اس موقع پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین۔ چلیں آپ کا کافی لمبا سوال ہو گیا۔ adjourned for 15 minutes

(نماز مغرب کے لئے 15 منٹ اجلاس ملتوی کیا گیا)

(نماز مغرب کے بعد' اجلاس دوباہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: جی جناب حلیم صدیقی صاحب' بڑے لمبے چوڑے سوال تھے اور اس کا مقصد یہ تھا آپ کو بتانا کہ آپ کی legal machinery واپڈا میں بہت کمزور ہے' نہ کوئی کیس ہوتے ہیں اور اگر ہوتے ہیں تو پکڑے نہیں جاتے اور واقعی انہوں نے جو ساری تفصیل دی ہے اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ کا جو قانونی شعبہ واپڈا کا ہے وہ کمزور ہے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: ان کا کوئی سوال تو تھا نہیں سوائے اس کے کہ he was highlighting the issue.

Mr. Chairman: Yes, but he has done well to highlight all these things.

یہ دیکھیں اتنی بڑی چوری ہو رہی ہے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: ان کا جو سوال تھا وہ اتنا لمبا تھا کہ ساری لسٹیں نکالنا defaulters کی اور کتنے کتنے amounts ہیں' defaulters ہیں' outstandings ہیں'

it is a very long list, sir, and we are trying to get it, sir, ' ہیں irregular connections بہت سی جگہ پر computerize نظام ہے اور بہت سی جگہ پر نہیں ہے کچھ Area Boards میں لیکن جتنا ہو سکے گا انشاء اللہ تعالی

we will try and provide them all the necessary information.

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو ٹھیک ہے' information تو آپ دیں گے' but he has pointed out کہ دیکھیں اگر 2500 case ہیں تو صرف 700 آدمی پکڑا جاتا ہے اور recovery کچھ بھی نہیں ہوتی۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: جناب recovery کی speed بالکل satisfactory نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں جناب اور یہ پہلی دفعہ ہم لوگوں نے شروع کیا ہے in the last three months, now we have started raiding the places. ورنہ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ جی کوئی ایکشن ہی نہیں لیا جاتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

I mean, I am not hesitating in saying that.

جناب چیئرمین: یہاں پر ایک مثال ہے۔ annexure "C" میں انہوں نے کہا ہے Number of FIRs lodged is 2558, Number of persons arrested is 786. یعنی اگر 2500 cases ہیں تو 2500 تو پکڑے جائیں۔ پھر amount assessed in account of theft is 14.35 million and amount recovered is 6 million. تو اس کا مطلب ہے کہ 8 ملین کی چوری پکڑی بھی گئی لیکن آدمی پھر نہیں پکڑا گیا۔

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui: I agree with you, sir. لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Actually you should move for a discussion on WAPDA affairs, پھر یہ ساری چیزیں سامنے آئیں گی۔

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui: Yes, sir, I think it will be a better thing.

سید اقبال حیدر: لیکن جناب جواب بھی تو incomplete ہے۔ آپ کی تجویز بجا ہے کہ اس کے اوپر کھل کر discussion ہو۔

Mr. Chairman: O.K. we will defer this question.

سید اقبال حیدر: لیکن اس کو repeat کردیں جناب۔

Mr. Chairman: O.K.

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui: In this, I would further add, if you allow me, sir, not only that I would love to have a debate on WAPDA and

Standing ہماری ساتھ ساتھ اس کے لیکن discuss ہو یہاں سینٹ میں think it should,
Committee ہے جناب

they should prove these things. I mean, we will extend full support to them and we should probe and go as an outsider and if you like to sit in WAPDA House for a week to go into details with the legal mind like Iqbal Haider sahib, he can help the Government, he can help the WAPDA to recover these things.

سید اقبال حیدر: جناب ایک غلطی کی میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے اسلام آباد کے ایک دو چھوٹے بجلی کے defaulters کا نام لے دیا تھا۔ مجھے خود دکھ ہوا کہ چھوٹوں کے بارے میں مجھے نہیں کہنا چاہئے تھا یہ جو چار چار ہزار والے ہیں۔ تو میں چاہ رہا تھا کہ اس کو expunge کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ بھی ایک مذاق ہے کہ سارے اسلام آباد میں صرف تین آدمی پکڑے گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلام آباد میں چوری نہیں ہوتی۔ اس میں ایک چار ہزار کا ہے، ایک -/3696 کا ہے اور ایک بڑا ہے کوئی۔

سید اقبال حیدر: صرف ایک بڑا ہے اور وہ بھی pay کر رہا ہے۔ چار ہزار والوں نے تو pay کردیا ہے اور -/3696 والوں نے .amount paid in the court وہ بھی pay کرچکا ہے۔

جناب چیئرمین: ہاں یہ تو پنڈی کا ہے۔ .This is Pindi یعنی ساری پنڈی میں صرف تین آدمی چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں.imagine۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: بالکل جناب۔ I am with you, sir, there is no two opinion اور میں اس پر بڑا مشکور ہوں۔ ابھی میری سینیٹر صاحب سے بات بھی ہو رہی تھی۔ I think you should tomorrow call the man incharge of this and give him helm.

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui: Sir, we would love to and we are doing that.

لیکن جناب جیسے ابھی سینیٹر صاحب نے کہا کہ ان کے نام expunge کردیں۔ Sir, I would appreciate اور میں نے یہی ابھی ان کو explain کیا۔

سید اقبال حیدر: بڑوں کے نہیں، بڑے گھوڑوں کے نام expose کریں۔ یہی تو liability ہے پاکستان کے اوپر۔ کھا گئے ہیں میرے ملک کو۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: میں نے ان کو دکھایا، کراچی میں 814 آدمی ہم نے پکڑے ہیں، but we don't want to expose them, I have got their movie made out, I have got the photographs taken.

سید اقبال حیدر: جناب میں تو کہتا ہوں کہ آپ تو یہ movie سینما ہاؤسز میں چلوائیں۔ خدا کے واسطے اگر آپ دیانتداری سے چاہتے ہیں کہ اس ملک میں defaulters کا pressure ختم ہو۔ کسی کا بھی نام ہو۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: ٹھیک ہے، پھر یہ نہ کہیئے گا کہ victimization ہو رہی ہے۔

سید اقبال حیدر: کوئی complaint نہیں ہوگی۔ میں آپ کے ساتھ مل کر لڑوں گا ان لوگوں سے جو اعتراض کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی جناب سیف اللہ پراچہ صاحب، کیا suggestion تھی؟

جناب سیف اللہ خان پراچہ: جناب suggestion یہ تھی کہ سینٹ کی Standing Committee on Water and Power کو یہ سوال refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو اس سوال کو خود take up کرسکتے ہیں۔ ان کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جی جناب حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب یہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور حکومت بھی کہتی ہے کہ واپڈا کے مسائل بے شمار ہیں۔ یعنی واپڈا ایک مصیبت ہے عذاب ہے، white elephant ہے اور ہم حیران ہیں کہ کب اس کو سنبھالیں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ بھی کوئی جواب نہیں ہے جیسے وزیر صاحب نے فرمایا کہ بھئی تین سال پہلے کیسا تھا۔ بھئی ٹھیک ہے آپ سے اتفاق ہے، مگر یہ تو کوئی جواز نہیں ہے۔ آپ حکومت میں ہوتے ہوئے اگر یہ جواز ڈھونڈ لیں کہ جناب پہلے والوں نے کچھ نہیں کیا۔ بھئی اگر پہلے والوں نے کچھ نہیں کیا تو جو عذاب اور مصیبت ہے کیا وہ بڑھتا جائے۔ اور حقیقت یہ ہے جناب چیئرمین! واپڈا سے زمیندار بیزار، low voltage کی وجہ سے لوگوں کو شکایت۔ دیہاتوں میں تو جناب آپ یقین کریں چیئرمین صاحب! کہ بلب جو جلتا ہے اس کی روشنی تک نہیں ہوتی ہے۔ ٹی وی لوگوں کے جل جاتے ہیں، فرج جل جاتے ہیں، کیا یہ نقصانات نہیں ہیں۔ زمینداروں کی کھڑی فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں low voltage کی وجہ سے۔ انجن ان کے خراب ہوجاتے ہیں، جل جاتے ہیں۔ یہ اتنے سارے نقصانات ہوجاتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک مصیبت اور ڈالی ہوئی ہے additional surcharge کی۔ آخر آپ یہ بتائیں کہ یہ آپ کی جو اتنی بڑی huge administration ہے واپڈا کی اور آپ کے پاس ایک وزارت ہے، اگر آپ اس کو نہیں سنبھال سکتے، تو آپ ایک dead line دیں، بتائیں ہمیں، اس معزز ایوان کو کہ کب اس کے affairs ٹھیک کریں گے۔ کب آپ لوگوں کی جان چھڑائیں گے اس عذاب سے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ بھئی ماضی میں اس کو ٹھیک نہیں کیا گیا۔ یا ماضی والوں نے توجہ نہیں دی۔ لوگوں کو high billings کی شکایت ہے، غریب لوگ ہیں، چھوٹے لوگ ہیں، وہ فریاد کرتے ہیں 1200, 1500 روپے بل آتا ہے۔ ایک تو بلوں میں بڑی کرپشن ہے کہ بل زیادہ آجاتے ہیں۔ دوسرا illegal connections ہیں، چوری بہت ہے اور اس میں واپڈا کا

سٹاف ملا ہوا ہوتا ہے ۔ یہ ایک نہیں ہزاروں کمزوریاں ہیں کوتاہیاں ہیں تو آپ اگر اس کو توجہ نہیں دیں گے۔ ٹھیک نہیں کریں گے۔ اس کے لئے آپ معزز ایوان کو تاریخ بتائیں یا کم از کم اندازاً کوئی میعاد بتائیں کہ اس میں تھوڑی سی بھی تبدیلی آئے گی۔ کم از کم کچھ نظر تو آئے کہ واقعی واپڈا کے affairs ٹھیک ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو آپ جانتے ہیں کہ ممکن نہیں ہوتا لیکن یہ ہے کہ commitment show کریں کہ ہاں واقعی اس مسئلے کو tackle کریں گے۔ تاریخ دینی تو مشکل ہے ۔ جی گوہر ایوب خان صاحب بیان دیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: کچھ ایسا بیان دیں کہ کچھ اس کی پیش رفت تو بہتری کی طرف ہو۔ اچھائی کی طرف پیشرفت تو نظر آئے یہ تو ہوجائے کم از کم۔

جناب چیئرمین: جی گوہر ایوب خان صاحب۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, I fully agree with the honourable Senators. In WAPDA you have seen that اس میں ایک change بھی ہوئی ہے اور یہاں سے Federal Secretary for Water and Power is holding current charge as Chairman WAPDA for a period of time اور ان کو ٹاسک دی گئی ہے and I am supporting him. اب اس میں جو خامیاں ہیں وہ ایک دن میں تو ٹھیک نہیں ہوں گی، اس کو وقت لگے گا۔ جس طرح یہ سوال ہے کہ کتنے پکڑے گئے ہیں، کیا ہوا ہے، اور جب جواب آیا تو there was hardly anything. میں نے کہا یہ چیزیں تو ہمیں computer میں لانی چاہیئیں ۔ بٹن دبائیں تو تمام Area Electricity Boards یا Chief Executive پشاور ہوا، لاہور ہوا، فیصل آباد، گجرانوالہ، ملتان، حیدرآباد یا کراچی، ایک سیکنڈ نہ لگے اور تفصیل ہمارے سامنے آجانی چاہیئے ۔ We are doing that now لیکن جس طرح آپ نے فرمایا کہ پنڈی میں چار آدمی پکڑے گئے۔ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں کہ ان چار پر ہمارا خرچہ زیادہ ہوگا بجائے ان سے recovery کرنے کے۔ ہمارے آدمی کورٹوں میں بیٹھے ہوں گے X-Ens اور SDOs وہ اپنا کام نہیں کر رہے ہوں گے اور وہ چار ہزار روپے recover کرنے کے لئے تقریباً ایک سال لگا دیں گے۔ ان چیزوں کو میں regularise کرنا چاہتا ہوں اور ایک چھوٹی سی خوشخبری آپ کو دینا

چاہتا ہوں کہ واپڈا کے پاس دو جہاز تھے، ہمارا ایک fleet ہوتا تھا جس میں یہ تمام چیئرمین بھی، ممبر بھی اور منسٹرز بھی گھومتے پھرتے تھے۔ اس کی ضرورت تھی کسی وقت۔ اس کو بھی میں ختم کر رہا ہوں at least starting from that ختم کر رہا ہوں اس کو اور اب عام کمرشل فلائٹس میں سب سفر کریں گے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Good, good, the House appreciates. Thank you.

سید اقبال حیدر: جناب اتنے سارے سوالات ہیں واپڈا کے اور ایک آفیسر بھی نہیں بیٹھا ہوا ہے۔

جناب گوہر ایوب خان: جناب دو منسٹر تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب جیسے ہمارے وزیر مملکت صاحب نے بھی یہ فرمایا کہ یہ چوری ہے اور چوری کا حل نہیں ہے۔ جناب اس چوری کا حل بڑا آسان ہے، کیونکہ نہ ہی اس کی طرف یہ جلدی سے ایکشن لیتے ہیں۔ Why don't they divide and privatize it? جتنا privatize ہوگا، تو چور پکڑا جائے گا کیونکہ اگر X-En چوری کرے گا تو جس آدمی نے خریدا ہوگا وہ اسے چوری نہیں کرنے دیگا۔ ہمیں تو خوشی ہوگی کہ یہ privatize ہوگا تو کم از کم ہمیں بل کم آئیں گے۔ اس میں اگر بجلی بڑھے گی نہیں تو ہم لوگوں کی productions ٹھیک آئیں گی۔ ہمارے GDP کا نقصان ہو رہا ہے۔ لوڈ کم آتا ہے تو ملیں بند ہوجاتی ہیں، لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ اس میں تو GDP کا نقصان ہے۔ کیوں نہ privatize کرکے اس کو easily ختم کریں کیونکہ چوری ختم کرنے کا تو اور راستہ ہی نہیں سوائے اسے privatize کئے۔

جناب چیئرمین: جی آپ اس کو privatize کیوں نہیں کرتے۔ Specially, I think, he is referring to the distribution plant.

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: بالکل جناب، بلور صاحب نے بہت صحیح بات کی ہے، یہ ہماری بزنس کمیونٹی کے صدر بھی رہے ہیں اور Federation of Chamber of Commerce and Industries کے بھی۔ جناب privatize کرنے کے لئے steps لے لئے گئے

ہیں، ہم نے واپڈا کو break up کر کے in different corporate structures میں ہر Area Board کو ایک Corporate Company بنادیا ہے۔ but it will take time اور بلور صاحب نے چونکہ یہ بات چھیڑی ہے۔ being a businessman and the leader of the business community sir, میں ان کو چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں۔ یہ خود بھی سمجھتے ہیں بہت زیادہ کیونکہ ہمارے تو لیڈر رہے ہیں۔ I was a very small businessman جناب اتنے بڑے بڑے یونٹ ہیں break up ہونے کے بعد بھی کہ اس میں پاکستانیوں کا آنا بہت مشکل ہوگا۔ we will have to look for foreign investors to come in اور اس کے لئے بھی ہم نے consultants hire کئے ہوئے ہیں۔ we are working on it, World Bank is helping us.Other financial institutions are helping us ابھی جناب مجھے کراچی چیمبر نے invite کیا تھا I was there وہاں پر بھی یہی سوال کیا گیا۔ میں نے وہاں پر سارے businessmen کو offer کیا۔ there was a big headline میں نے کہا ساڑھے بارہ ہزار کی ممبرشپ ہے۔ ایک ایک لاکھ روپے یہاں رکھو اور پرسوں وزیراعظم آ کر آپ کو hand over کر دیں گے KESC, Chamber and the business community can run and take over Karachi Electric Supply Corporation اسی طریقے سے اگر ہمارے بھائی سینیٹر بلور صاحب بھی اس میں مدد کریں۔ I think we can do it and we can make it a success ,or there is no problem, we are doing it sir.

جناب چیئرمین: جی جناب خدائے نور صاحب آپ نے سوال نہیں پوچھا ابھی تک۔

جناب خدائے نور: جناب میں وزیر صاحب کی توجہ ایک طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ تقریباً ایک مہینہ پہلے ہمارے ایک معزز سینیٹر صاحب نے یہ کہا تھا کہ میں اپنے گھر میں چراغ جلاتا ہوں۔ جس پر انہوں نے کہا تھا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ چراغ جلاتے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ میں خود دیکھوں گا۔ میں جب گوادر میں ان کے ساتھ تھا تو میں نے یہ کہا تھا کہ واپڈا کے چیئرمین اور بے تاج بادشاہ جو جہازوں میں جاتے ہیں، لیکن اگر کہیں کچھ نہیں ہے تو گوادر میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں پیسے نہیں ہیں۔ ہم بجلی کے لئے ڈیزل نہیں دے سکتے۔ جناب وہاں بجلی نام کی چیز نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! جب خود صدیقی صاحب نے یہ کہا تھا کہ ہاں پیسے نہیں ہیں۔ یعنی وہاں ڈیزل دینے کے لئے چند ہزار نہیں ہیں لیکن عیش و عشرت

کے لئے سب کچھ ہے۔ آج پھر انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ میں گوادر بھی جاؤں گا، مکران ڈویژن بھی جاؤں گا آپ کے ساتھ۔ لیکن آج تک نہ انہوں نے اس چیز کو پھر چھیڑا۔ نہ وہاں گئے۔ وہاں لوگ بغیر بجلی کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ گوادر میں بالکل بجلی ہے ہی نہیں۔ کبھی کہتے ہیں ڈیزل نہیں۔ کبھی کہتے ہیں پیسے نہیں ہیں۔ آیا ان کے پاس ان جہازوں کے خرچے میں سے کچھ کم کر کے یہ ڈیزل نہیں دے سکتے؟ ان بیچاروں کا کیا قصور ہے؟ یہ ان کا ایک بنیادی حق ہے۔ جناب میں پھر یہ کہوں گا کہ کیا یہ اس وعدے پر کھڑے ہیں؟ کیا وہاں جائیں گے؟ اور اگر جائیں گے تو کب جائیں گے؟

جناب چیئرمین: حلیم صدیقی صاحب۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: جناب میں honourable Senator صاحب کی اس بات سے بالکل انکار نہیں کرتا لیکن پچھلے اجلاس میں جب یہ بات ہوئی تھی تب سے اب تک اجلاس چل رہا ہے، نیشنل اسمبلی کا بھی اور سینٹ کا بھی۔ جب اجلاس ہوتے ہیں تو آپ لوگ ہی ہمیں پابند کر دیتے ہیں کہ منسٹرز کو یہاں موجود ہونا چاہیئے تو جیسے یہ اجلاس ختم ہوگا اور نیشنل اسمبلی کا بھی تو میں آپ کے ساتھ چلنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔

جناب خدائے نور: جناب گوہر صاحب نے ابھی کہا ہے کہ دو وزیر ہیں۔ تو ایک یہاں اجلاس میں رہے اور دوسرا وہاں چلا جائے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی: جناب دونوں طرف اجلاس ہو رہے ہیں۔ آج اتفاق سے وہاں questions نہیں ہیں تو دونوں یہاں بیٹھے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ آپ کی گوادر کی بات بالکل صحیح ہے۔ ابھی گوہر ایوب صاحب نے آپ کو بتایا کہ جہازوں کو ہم dispose of کر رہے ہیں۔ we are selling of our wasteful expenditure and investment لیکن جناب یہ بیچنے سے وہاں کا تیل نہیں آئے گا۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ تیل گوادر میں اتنا مہنگا ہے کہ پھر viability نہیں رہتی۔ پھر ایک مزید loss آپ add کر لیں۔ اگر وہاں پر آپ کنٹرول سنبھال لیں۔ تیل آپ کو وہاں پر دے دیتے ہیں۔ آپ revenues collect کر کے دے دیں۔ there is no problem, anybody can operate that اگر آپ لوگوں میں سے کوئی بھی ذمہ داری لے۔ we are prepared to do it sir. لیکن مسئلہ یہی ہے کہ واپڈا کے پاس فنڈ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ملک عبد الرؤف صاحب۔

ملک عبد الرؤف : جناب میں گزارش کرتا ہوں یہ سوال نمبر ۶۰ - میں یہاں موجود نہیں تھا جی۔ اس پر میں عرض کر رہا ہوں کہ یہاں پر وزیر صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ اس وقت گوجر خان سے راولپنڈی تک فی الحال کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ہم سوال نمبر ۶۲ پہ ہیں۔ اس پر پھر آئیں گے تو پھر آپ پوچھ لیجئے گا۔

ملک عبد الرؤف : جناب یہ پہلے ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: جو پہلے ہو چکا ہے اس کو کیا کریں۔

ملک عبد الرؤف : میں موجود نہیں تھا۔ صرف ایک سیکنڈ کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ جو چل رہا ہے اس کو ختم کریں پھر آپ سے بات کرتے ہیں۔

ملک عبد الرؤف : ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: جی صوبیدار مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : جناب سوال میرا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال نہیں ہے۔ میں سوال ہوں کسی اور کا مجھے پوچھتا کوئی اور ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : ضمنی سوال ہے جناب کہ جیسا ابھی وزیر صاحب نے فرمایا کہ یہاں سے ہم جو تیل لے جاتے ہیں وہ بہت مہنگا ہے۔ وہاں جناب دوبئی سے لانچ سے تیل آسکتا ہے۔بڑا سستا ملے گا۔ وہاں کوسٹل علاقے میں۔ وہاں سے تیل آسکتا ہے۔ اگر بندوبست گورنمنٹ کرے وہاں سے تیل لائے۔ یہ بہت سستا پڑے گا۔ میں مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس کا بندوبست کرلیں دوبئی یا ایران سے تیل آسکتا ہے یہاں بڑا آسان اور سستا پڑے گا۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی : ان کا مشورہ اور proposal Ministry of Petroleum کو دے دوں گا۔ if they can find source of supplying diesel there, we will

definitely do that.

جناب چیئرمین : دیکھیں suggestion has come to you. Why do you not ask your own Ministry, if you keep passing on. تو پھر کچھ نہیں ہوگا۔ آپ بات کریں سینئر آفیسر سے کہ بھئی ایک proposal آئی ہے۔ Coordinate and examine it and give me a report in one week.

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui : Sir, We do not import fuel.

Mr. Chairman : You do not have to import you can find out کہ جی import کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ کر سکتے ہیں تو کتنی قیمت ہوگی۔ اتنی قیمت ہو گی تو چل سکے گا کہ نہیں۔

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui : You are right sir but we have to ask the concerned Ministry.

Mr. Chairman: Correct. But the way you should do it is to ask a senior officer کہ بھئی یہ proposal آئی ہے۔ اس کو سارا examine کر کے سارا discuss کر کے مجھے رپورٹ دو۔ مجھے ہفتے کے اندر رپورٹ دو۔ اگر آپ نے یہ کہا نا کہ I will pass it on so and so پھر کچھ نہیں ہوتا پاکستان میں۔ You should not pass it on.

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui : Sir, we will definitely do it but can not import fuel.

Mr. Chairman : I am not importing on my own pattern. Somebody imports it but I only use it and I can run my car on petrol.

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui : Sir, it has to go to Ministry of Petroleum for them to supply.

Mr. Chairman: To examine this proposal your officers can do it and tell you

کہ جی Ministry سے میں نے بات کی ہے وہ کہتے ہیں جی اتنی قیمت پہ آ جائیگا۔

But what I am saying, do not pass on this to somebody elsc. Do it youself, tell your men

کہ جی I want report on this within ten days پھر آئے گی۔

Capt. (Retd.) Haleem Ahmad Siddiqui : We will do that.

Mr. Chairman : OK . Next.

جناب صوبیدار خان مندوخیل : یہ دالبندین، نو کنڈی are so far from Quetta۔ کوئٹہ میں دس روپے میں جو چیز ہوتی ہے وہاں سو روپے میں ہوتی ہے۔ تو وہاں پر ان لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ ایران سے آٹا، سبزی، چینی اور تیل آئے تو وہ نہ پکڑا جائے ۔ ایف سی کو منع کیا ہے ۔ دالبندین ہے، نوکنڈی ہے ساتھ ساتھ بارڈر کے جو ایریا ہے۔ وہاں چوہدری شجاعت صاحب نے منع کیا ہے۔ جہاں پر جو کوسٹل چیک لگے ہوئے ہیں ان کو منع کیا کہ ان لوگوں کو یہاں سے سستی چیز ملتی ہے بجائے ادھر کے۔ تو مثال ان کے سامنے ہے۔ وہاں examine کر لیں۔ وہاں سارے لوگ کوسٹل ایریا میں چراغ جلاتے ہیں اس زمانے میں بھی جبکہ لوگ چاند سے بھی اوپر چلے گئے ہیں تو ہم لوگ اب بھی چراغ جلاتے ہیں۔ It is very strange

جناب چیئرمین : بہرحال they will examine it - Next Question No. 63 - اقبال حیدر صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان : چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ جی گوہر ایوب خان صاحب۔ جی فرمائیے۔

Mr. Gohar Ayub Khan : Mr. Chairman, I was not supposed to be in Islamabad

پشاور جانا تھا لیکن آ گیا ہوں۔ I think سینیٹر خدائے نور صاحب نے کہا بلیدی صاحب کا گاؤں

without electricity ہے اس کو میں cover کرنا چاہتا ہوں۔ کویت فنڈ سے ہمیں پیسے مل رہے ہیں ڈھائی سو گاؤں بلوچستان میں اس سے electrify ہوں گے۔ اس کے علاوہ 2.5 بلین روپے گورنمنٹ دے رہی ہے for village electrification تو وہ بھی میمبرز کے فنڈ میں آجائے گا۔ تو I think that whole area would be fully covered.

جناب خدائے نور : دو جنریٹر وہاں ہیں وہ بھی منقط والوں نے دیئے لیکن تیل نہ ہونے کی وجہ سے وہ چل نہیں رہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کویت دے گا تو بھی پھر یہی حالت ہو گی۔

جناب چیئرمین: بہرحال گوہر ایوب صاحب نے کہا ہے کریں گے تو میرا خیال ہے ضرور کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ اگر غیر ممالک میں ہم یہ بات کہیں تو وہ مذاق اڑائیں گے کہ اب تک ایک سینیٹر جس گاؤں میں رہتا ہے وہاں بجلی نہیں اور میں لالٹین جلاتا ہوں۔ پچاس سال سے ہمیں دلاسا دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بات تو بہت ہوتی ہے لیکن اصل چیز implementation ہے ۔ implementation نہیں ہو گی تو پھر کیا فائدہ ۔ گوہر ایوب صاحب کو ہم دوسروں کی نسبت ایک مضبوط منسٹر سمجھتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس بات کو واپڈا چیئرمین یا ایس ای ردی کی ٹوکری میں ڈال دے۔ اس کو implement کرے اور ان کے کہنے کے مطابق ہمارے علاقے کو بجلی فراہم کرے جس طرح وزیر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں تیار ہوں اس سیشن کے بعد مجھے ٹائم دے دیں اور میرے ساتھ چلیں۔ میں ان کو وہاں بلیدہ میں دکھانا چاہتا ہوں کہ پسنی گرڈ اسٹیشن جو مکران کو بجلی سپلائی کرتا ہے ۔ وہ تین انجن استعمال کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ ایک گھنٹہ بجلی ہے اور تین گھنٹہ لوڈ شیڈنگ ہے ۔ وہ اس لئے condemn ہو گئے کہ ایران سے mix تیل اور پانی ان میں ڈالا گیا اور اصل تیل کراچی میں بیچ دیا گیا۔ محکمہ اور ٹھیکیدار اس میں برابر کے شریک تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کو اس علاقے میں لے جاؤں گا۔ جب اس علاقے کے لوگوں نے سنا تو انہوں نے بڑی خوشی محسوس کی کہ ایک وفاقی وزیر ہمارے backward علاقے میں آ رہا ہے وہ آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سیشن کے فوراً بعد میرے ساتھ آپ زحمت فرمائیں۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا اور وہ علاقہ آپ کو دکھاؤں گا۔ ہم بھی پاکستانی ہیں۔ ہم بھی اس پاکستان میں رہتے ہیں اور پاکستان کے آخری بارڈر پر ہماری کیا حالت ہے ۔ آخر ہماری اس ترقی یافتہ دور میں کیا حالت ہے کہ بجلی کی سہولت سے بھی ہم محروم ہیں تو پھر ہم اس ملک میں کونسی اور سہولت سے بہرہ مند ہوں

گے۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین ! میں سینیٹر بلیدی کو پورا یقین دلاتا ہوں his village will be electrified.

جناب چیئرمین۔اچھا جی، سوال نمبر ۶۳ سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: There are a lot of supplementaries, but Wattoo Sahib has made a personal request to me that this question may be deferred. But 62 was also ruled by your goodself to be deferred/.

@ **Mr. Chairman**: O.K, That is also deferred.

So, 63 is deferred . Malik Abdul Rauf's supplementary in connection with question No.60.

ملک عبدالرؤف۔ اس میں وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ گاؤں بابا شریف داخلی ڈورا بودال، تحصیل گوجر خان راولپنڈی کو فی الحال بجلی کی فراہمی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ اس علاقے میں کھمبے بغیر تنصیب کے سالہاسال سے پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں سے لوگوں نے پہلے بھی fax کے ذریعے یہاں پر اطلاع دی تھی اور ایس ای سٹی گوجر خان کو الیکٹرسٹی بورڈ نے ایک خط بھی لکھا ہے کہ ان کھمبوں کو وہاں لگایا جائے۔ وزیر صاحب نے جواب میں کہا ہے کہ کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے لیکن وہاں پر کھمبے موجود ہیں ۔ جب کھمبے موجود ہیں تو مہربانی کر کے ان کو بجلی دے دی جائے ۔ ان کے لیے ایک فیکس بھی میرے پاس موجود ہے جو گاؤں کے لوگوں نے بھیجا ہے۔

جناب چیئرمین۔ حلیم صدیقی صاحب۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی۔ جناب بالکل ، جیسا کہ ابھی گوہر ایوب صاحب نے فرمایا ہے کہ 2.5 billion روپے آنے والے ہیں for villages electrification اور یہ سینیٹرز اور ایم این ایز کے ڈیویلپمنٹ پروگرام میں آجائیں گے۔اس میں ECC کا فیصلہ بھی ہے کہ جہاں

@ Questions No.62 and 63 were deferred.

جتنا کام ہو چکا اس کو ہم پہلے مکمل کریں گے۔اگر پول لگے ہوئے ہیں تو آپ کا village بھی اس سے benefit لے گا۔ and Sir, we will get it done, Inshallah.

جناب چیئرمین۔جی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جیسا کہ گوہر ایوب صاحب نے سٹیٹ منٹ دی ہے کہ ڈھائی سو بلین روپے آ رہے ہیں for electricity ۔ تو آیا یہ کیاسسٹم کریں گے کہ ہر ایم این اے اور سینیٹر کو پانچ گاؤں یا دس گاؤں کوٹے کے طور پردیں گے یا یہ پالیسی وضع کریں گے کہ جہاں ضرورت پڑے گی اس کے مطابق دیں گے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی۔ جناب یہ سمری already ECC کو گئی ہوئی ہے اور اس کا decision بھی ہو چکا ہے۔یہ two thousand five hundred یعنی two and a half billion rupees ہیں۔ جس میں ایم این اے اور سینیٹرز کا division ہے ۔ ان سب کا اس میں share ہوگا ۔ اس کے حساب سے جو بھی آپ کے projects ہوں گے وہ village electrification ہوتی جائے گی ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ تعداد مقرر ہوگی یا memberwise backward areas کو کوئی ترجیح دی جائے گی ؟

جناب چیئرمین۔جی گوہرایوب خان صاحب ۔

جناب گوہر ایوب خان۔جناب چیئرمین' اس کی ECC نے تعداد fix کردی ہے جو منسٹری فار واٹر نے propose کی تھی ۔ ہر آنریبل ایم این اے اور سینیٹر کو اپنے اپنے علاقے کے لئے تقریباً 45 لاکھ روپے to identify the villages دیئے جائیں گے۔ اس میں صرف ایک شرط یہ ہوگی ۔ کئی دفعہ بدقسمتی ہوتی ہے کہ ایک گورنمنٹ میں کام شروع ہوا' کھمبے لگ جاتے ہیں اور کچھ زمین پر پڑے ہوتے ہیں ' کچھ تاریں لگتی ہیں تو ٹرانسفارمرز نہیں لگتے اور کام incomplete رہ جاتے ہیں ۔ صرف ایک شرط رکھی ہے کہ جو on going schemes ہیں ان کو complete کریں گے ۔ جو پیسے بچ جائیں گے ان سے نئی سکیم identify کریں گے اور وزیر اعظم صاحب کا صوابدیدی فنڈ کافی ہے ۔ ان سے بھی پیسے لے کر اپنے علاقے میں کام کرا سکتے ہیں ۔ فنڈ کافی ہے ۔ اڑھائی بلین روپے کافی پیسہ ہے ۔

جناب چیئرمین۔راجہ اورنگزیب صاحب ۔

راجہ اورنگزیب۔جناب چیئرمین ، میں وفاقی وزیر پانی و بجلی سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 45 لاکھ روپے ہر ایم این اے اور سینیٹر کا share ہے ۔

جناب چیئرمین۔ Share پیسے میں نہیں ہے ، identification of schemes میں ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ بانٹنا ہے ۔

راجہ اورنگزیب۔جی جناب میں سمجھ گیا ہوں ۔ جو ہمیں فنڈ allocate کیا گیا ہے ، جو کاغذات ہیں وہ نو ملین کے ملے ہیں ۔ کیا وہ سکیمیں اس سے علیحدہ ہونگی یا وہ بھی اس میں شامل ہونگی ۔

جناب چیئرمین۔جناب گوہر ایوب خان صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔نو ملین روپے یعنی نوے لاکھ روپے تعمیر وطن پروگرام کا ہے ۔ اس میں چند ایک شرائط ہیں ۔ اس میں village electrification نہیں بلکہ electrification ہوسکتی ہے اور full deposit اور اسی طرح جو لوکل گورنمنٹ کرے گی ۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ آپ village electrification بھی کرسکتے ہیں ۔ شہروں کے اندر بھی آپ کرسکتے ہیں ۔ جو وزارت پانی و بجلی فارم دے رہی ہے اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔حاجی گل آفریدی صاحب ۔

حاجی گل آفریدی ۔ جناب چیئرمین ، گوہرایوب صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے کہ پیسہ گاؤں کی بجلی کے لئے ملے گا ۔ ہمارے قبائل میں ایسے ایسے گاؤں ہیں جہاں بجلی نہیں ہے تو کیا قبائلی علاقے کو یہ توجہ دے سکتے ہیں اور کیا جناب ہمارے قبائلی علاقے کو بھی بجلی دی جائیگی ؟

جناب گوہر ایوب خان ۔ جناب چیئرمین ، اسی طرح تعمیر وطن فنڈ جو نوے لاکھ روپے ہے وہ ان کو لوکل گورنمنٹ سے ملے گا ۔ وہ تمام اگر یہ بجلی کے لئے استعمال کرسکتے ہیں تو کریں ۔ No restriction دیہات میں کریں یا کسی قصبے میں کریں اور یہ پروگرام فاٹا میں بھی ہے ۔ فاٹا کے لئے بھی ہے اور تمام فاٹا کے ممبرز کو بھی دے رہے ہیں ۔ اسی طرح جو ہمارا

identification ہے village electrification programme وہ فاٹا کے ممبران کو بھی ملے گا کے لئے ملے گا لیکن again Prime Minister کے discretionary fund ہیں جس سے وہ میرا خیال ہے ڈبل بھی کرسکتے ہیں .on the requirements

جناب اسلام الدین شیخ - جناب چیئرمین یہ بڑا اچھا ہوا کہ village electrification کا کام شروع ہو رہا ہے اور ہو جائے گا لیکن میرا حلقہ انتخاب سندھ میں دیہی علاقہ ہے اور بجلی کی وہاں کافی ضرورت ہے۔ تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان سکیموں پر عمل کب سے شروع ہو گا؟

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین' یہ میں پندرہ بیس دن پہلے کرسکتا تھا لیکن وزیر اعظم صاحب کی formal approval چاہئے تھی۔ ECC کی ہے ' سب چیز بنا چکے ہیں اور آج میٹنگ تھی اس میں اعلان بھی کرنا تھا ۔ موقع نہیں ملا ۔ کل ایک function ہے دو بجے۔ اس میں میں announce کر دوں گا .then we will send the forms to all the members

جناب چیئرمین۔جی قائم علی شاہ صاحب ۔

سید قائم علی شاہ ۔ جناب چیئرمین ' میں خاص طور سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ رقم اپوزیشن والوں کو بھی equally دیں گے یا نہیں دیں گے؟ specifically پوچھ رہا ہوں ۔ دوسرا اس کے ساتھ ساتھ یہ جو انہوں نے on going schemes کا کہا ہے ' اس کا کیا مطلب ہے کہ جہاں 20% کام ہو چکا ہے ' اس پر بھی پیسے خرچ ہو سکتے ہیں یا 50 پرسنٹ کام ہو چکا ہے اس پر پیسے دیں گے یا صرف جو کھمبے لگے ہوئے ہیں اس پر ہی پیسے دیں گے ۔یہ ذرا clarify کر دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جی حلیم صدیقی صاحب ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ پچھلے دور میں یہ پولیٹکل گیم کھیلا گیا تھا کہ کہیں کھمبے ڈال دیئے گئے تھے کہیں جلے ہوئے ٹرانسفارمر ڈال گئے تھے ۔ کہیں جلے ہوئے وائر ڈال دیئے گئے تھے سکریپ میں کہ بجلی آ رہی ہے بجلی آ رہی ہے ۔ ابھی آپ سن رہے ہیں کہ جناب کھمبے لگ گئے ہیں وائر نہیں ہے ۔خالی کھمبوں سے تو بجلی نہیں جاتی obviously تو جناب طے یہ ہوا کہ ECC میں کہ جہاں پر 80% کام ہوا ہے پہلے اس کو complete کریں گے پھر 70% کو پھر 60% کو پھر 50% کو لیکن اس میں کوئی سیاسی گیم

نہیں ہے ۔ جہاں پر بھی انہوں نے کر دیئے ہیں ۔ جن villages میں جس پرسنٹیج کے حساب سے کام ہو چکا ہے ۔ in order of that descending order we will complete that اور اس میں کوئی بار نہیں ہے ۔ پیپلز پارٹی یا اپوزیشن یا کسی پارٹی کا کوئی نہیں ہے ۔ ہم لوگوں کو صرف کام کرنا ہے ہر village میں اور we will treat them equally.

جناب چیئرمین ۔ جی جناب چانڈیو صاحب ۔

جناب غلام قادر چانڈیو ۔ اگر یہ کہیں گے کہ کسی گاؤں میں بجلی نہیں دی گئی یا ٹرانسفارمر جلے ہوئے دیئے گئے تو ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم کہیں کہ ہم نے بھی اپنے دور میں اتنے اتنے کام کیے ہیں ۔ میں منسٹر سے کہوں گا کہ اگر ایسے بیانات یہاں نہ دیں تو بہتر ہے ۔ الزامات نہ لگائیں تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین ۔ سرانجام صاحب آپ کوئی بات پوچھنا چاہ رہے ہیں ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ جناب اس میں الزام کی بات نہیں ہے ۔ جہاں کھمبے لگ گئے ہیں وہاں کچھ ہوا نہیں ہے ۔ اب کھمبوں سے تو خالی بجلی نہیں آتی ہے ۔ جہاں ٹرانسفارمر پڑے ہوئے ہیں جناب اس سے بجلی نہیں آتی ہے۔ فاضل سینیٹر صاحب نے پوچھا تھا کہ اپوزیشن کو دیں گے یا نہیں دیں گے تو اپوزیشن کا سوال ہی ایسا آیا تھا کہ مجھے وہ جواب دینا پڑا ۔ یہ اس میں اپوزیشن کی بات نہیں ہے ۔ جب بار بار یہ explain کیا گیا۔

it will be an equal distribution to all the members of the Senate and National Assembly, so there was no need for asking such questions because it was a political question and it was answered as such.

جناب چیئرمین ۔ سرانجام صاحب ۔

جناب سرانجام زمیندار ۔ جناب! یہاں نیشنل اسمبلی میں ایک ہمارے محترم لیڈر تھے خدا ان کو بخشے انہوں نے پٹرول دکھایا تھا کہ پٹرول نکل آیا وہی قصہ ہمارے ساتھ ہوا ہے کہ بحرین سے کالام تک بجلی چلی گئی، لائن موجود ہے، سب کچھ ہے۔ وہاں جنریٹر لے کر گئے، لوگوں کو خوشخبری دی گئی کہ کالام میں بجلی پہنچ گئی ہے اور جیسے ہی چیف منسٹر صاحب وہاں سے واپس آئے تو جنریٹر بھی ساتھ لیتے آئے اور آج تک وہاں بجلی نہیں ہے

جناب چیئرمین - کلام میں -

جناب سرانجام زمیندار - کلام میں - اب یہ situation ہے کہ لوگ پول کاٹ کے لے جا رہے ہیں - حالانکہ بائیس میل کی پوری لائن complete ہو چکی ہے تو کم از کم بجلی اگر نہیں دے سکتے تو اس کی پروٹیکشن ہونی چاہئے یا اس میں کوئی تھوڑا سا کرنٹ چھوڑیں تاکہ لوگ بجلی کے پول نہ کاٹیں تار چرا کرے جا رہے ہیں - اس کے لیے کچھ نہ کچھ انتظام ہونا چاہئے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی - We will do something about it.

جناب چیئرمین - OK. I think that it brings us to the end of question hour اب ان کا بھی important ہےفضل صاحب کا important ہے - پوائنٹ آف آرڈر آپ کا بھی ہے - نہیں پہلے سوالات کا مسئلہ طے کرلیں پھرپوائنٹ آف آرڈر کی طرف آتے ہیں - آپ کا سوال ہے کوئی فضل صاحب -

حافظ فضل محمد - جناب آپ نے کئی دفعہ رولنگ دی ہے کہ تین ضمنی سوال سے زیادہ نہیں ہونا چاہئیں ان کے اہم سوال درمیان میں رہ گئے ہیں۔ جب کہ ابتداء ہی سے بہت ہی کم سوالات آئے ہیں۔ اس کے باوجود دو سوالات پر سارا وقت ---

جناب چیئرمین - آج یہ ہوا کہ جس وقت لوگ زیادہ سوالات پوچھ رہے تھے آپ موجود نہیں تھے - کسی نے اعتراض ہی نہیں کیا - آپ ابھی آئے ہیں -پہلے آتے تو شاید یہ مسئلہ ہی نہ بنتا -

حافظ فضل محمد -اگر میں موجود نہیں ہوں تو آپ اپنی رولنگ کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔

جناب چیئرمین - اگر آپ پہلے آجاتے تو یہ مسئلہ ہی نہ بنتا۔ آپ موقع پر پکڑ لیتے۔ اب کیا کیا جائے۔ کیا کریں اب ٹائم ختم ہوگیا ہے۔ آپ کا کون سا سوال ہے ہے فضل صاحب۔

حافظ فضل محمد - سوالات تو ابھی یہ آرہے ہیں - بعد میں جو اسلامی نظریاتی ----

جناب چیئرمین - چلیں ایک ایک سوال پوچھ لیں اور ختم کرتے ہیں اس کو - پہلے سے لیتے ہیں جی 64۔

64. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state:-

(a) whether it is a fact that according the original plan the water of LBOD was to let in the sea; and

(b) whether it is also a fact that the said water is flowing to the Mancher Lake, Dadu, if so, the time by which the water of the LBOD will be diverted to the sea?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) The question pertains to RBOD Stage-I and not to LBOD which appears to have been mentioned inadvertently.

In Master Plan of RBOD, the effluent of RBOD is to be disposed of into the sea after completion of RBOD Stage-IV, connecting it with LBOD through a Syphon under river Indus. However, the effluent of RBOD upto Stage-III is to be disposed of in river Indus and monitored regularly.

(b) It is a fact that at present, effluent of RBOD Stage-I is disposed of into Manchar Lake as a temporary arrangement. The effluent of RBOD Stage-I will be disposed of into River Indus after completion of Indus Link Contracts, delayed due to financial constraints.

جناب چیئرمین: جی Supplementary question پر جی۔ 64 آپ کا ہے ایک سوال پوچھ لیں اس پر۔

جناب عبدالحئی بلوچ ۔ جناب مہربانی ۔بہت مہربانی ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جی سب پر ایک ایک سوال پوچھنا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میرا وزیر موصوف صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ بہت important مسئلہ ہے جناب ۔ مانچھر جھیل قدرتی جھیل ہے اور وہاں اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سارا سیم و تھور کا پانی ، وہ اس سوال کے جواب میں بھی انہوں نے تسلیم کیا ہے ، ہم اس

میں پھینک رہے ہیں ۔ اب یقین کریں وہاں سندھ میں میر بحر ان کو بولتے ہیں یہ جو مچھلی کا کاروبار کرتے ہیں جناب ۔ ان کی زندگی اس پر ہے۔ یہ ماہی گیری کا کام کرتے ہیں ۔ اسی پر ان کا خاندان پلتا ہے ۔ کشتی پر ہی زندگی ان کی گزر جاتی ہے ۔اب یہ صورتحال ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے ۔اس لئے سارا سیم تھور کا پانی جا کر اس جھیل میں گرتا ہے ۔جناب ! اس کی وجہ سے مچھلیاں مر گئی ہیں ۔پانی بالکل کڑوا زہر ہو گیا ہے ۔ یہ ایک خوبصورت جھیل ہے جناب ! جو سیاح وغیرہ آتے تھے وہ بھی آنا چھوڑ گئے ہیں ۔علاقہ ویران ہو گیا ہے ۔ جو میر بحر ہے ' جو ماہی گیر ہیں ' وہ بھی بھاگ گئے ہیں ۔ظاہر ہے کہ اور متبادل روزگار نہیں ہے ۔ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ ہیں ۔ اب جناب یہ دیکھیں کہ جو ہمارا سسٹم ہے ' اس کا حال دیکھیں کہ بھائی اس کو سمندر کی طرف لے جاتے ۔ وہ سارا گندا پانی ایک خوبصورت جھیل میں جا کر گرتا ہے ۔

پھر دوسرا جناب ایک اور مسئلہ ہے کہ اکثر اس منچھر جھیل میں قدرتی پانی ہمارے بلوچستان کا جاتا ہے ۔ جناب ! ناری گھاٹ کا پانی جو ہے ' اب ہمارے پاس اپنا پانی ہے ' اس بار بارشیں نہیں ہوئی ہیں ' سیلاب نہیں آیا ہے تو اکثر سیلابی پانی سے وہ منچھر جھیل بھر جاتی تھی یا اس کا لیول ریز ہوتا تھا اور یہ گندا پانی خارج ہو جاتا تھا اور صاف پانی جو دریائے ناری سے آتا تھا جناب ! بلوچستان سے 'ناری اور بولان کا پانی جس کو یہ سندھ میں کہتے ہیں ناڑی گھاٹ کا پانی' وہ بھی نہیں آ رہا ہےاور یہ جو سیم تھور کا پانی ہے وہ بھی اس میں ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ سارا کاروبار ' روزگار ان ہزاروں ماہی گیروں کا جن کو میر بحر کہتے ہیں، ختم ہو چکا ہے۔ وہ بے چارے پریشان اور در بدر ہیں اور جو سیاحت کا ایک اچھا پوائنٹ تھا وہ بھی تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ میرا ان سےضمنی سوال یہ ہےکہ جناب ! آپ اس اہم مسئلے کے لئے خصوصی فنڈ کا انتظام کریں اور یہ آر پی او ڈی کا پانی کسی اور جگہ چلا جائے تاکہ یہ جھیل تباہی سے بچے اور جو ہزاروں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں ان کا بھی مسئلہ حل ہو جائے ' ماہی گیروں کا ۔

جناب چیئرمین ۔ مسئلہ سمجھ گئے ہیں آپ ؟

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ جناب بہت شکریہ ۔ سوال سے زیادہ تو تجاویز بڑی اچھی آئی ہیں جی اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں معزز سینیٹر صاحب کو کہ sir, we

ہم لوگ are fully aware of it اور ایسی کوئی بات نہیں ہے ' اس کو مانیٹر بھی کر رہے ہیں

کہ whether that water is fit for human consumption or not. اس کی ریگولر واچ بھی ہو

رہی ہے لیکن پہلے تو سر سوال ہی انہوں نے ایل بی او ڈی دیا تھا ' ایل بی او ڈی وہ رائٹ

بینک کنال ہے جو ہم لوگوں نے correct کرکے آپ کو جواب دے دیا ہے اور just to

bring this awareness because you didn't even know کہ لفٹ بینک سے پانی آرہا ہے

کہ رائٹ بینک سے آرہا ہے so it is a right bank canal, left bank کا جو آپ کا سوال ہے '

جو آپ نے سوال پوچھا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پانی جو ایل بی او ڈی کا ہے وہ ڈائریکٹ

سمندر میں جارہا ہے ۔ It is not going through any Jheel. It is not going through any

river. So, it is not causing any harm to anybody. اس کے علاوہ

we just wanted tobring this thing to you.

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ ایک منٹ زرداری صاحب پلیز 'زرداری صاحب پلیز ۔ جی ختم کریں جی۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) حلیم احمد صدیقی ۔ That is no problem سر ۔ اس میں آر

ای او ڈی سے جو پانی جا رہا ہے اور یہ پانی آج سے نہیں آ رہا جناب! پہلے بھی ایک drain

system تھا یہاں پر ' main Nara valley سے پانی اسی جھیل میں جارہا ہے ۔ اب یہاں پر آر بی

او ڈی کا سٹیٹ بند کا پانی جا رہا ہے اور یہ کام over night نہیں ہوتا ۔ یہ کام شروع ہو گیا

ہے ۔ یہ 2001 تک مکمل ہو گا ۔ اس کو بائی پاس کریں گے لیکن for human consumption

this is monitored regularly, there is no alarming situation at present sir.

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جناب ' اگلا سوال جی ' نہیں جی ۔ ایک ایک سوال جی '65

جی۔ اس سوال کا جواب پوچھ لیں' 65 ۔ یہ بات ہو گئی ہے اب آپ 65 کا سوال پوچھ لیں۔ اس کا

جواب آ گیا ہے ' اب آپ 65 کا سوال پوچھ لیں ۔ آپ تو اپنی بات شروع کر دیتے ہیں۔ سوال

تو پوچھتے نہیں ہیں ۔ پوچھیں 65 پر ۔ وہ بات گزر گئی ہے ۔ غلط ہے یا صحیح ہے۔ ہو گئی ہے

اب۔

65. *Dr. Abdul Hayee Baloch: Will the Minister for Water and Power

be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to replace 50 K.W. transformer by a 100 KW transformer in village Shah Kot, Sub-division No.II Oghi, Mansehra, if so, when?

Mr. Gohar Ayub Khan: There is no proposal at present to replace the existing 50 KVA transformer by 100 KVA in village Shah Kot of Oghi Sub-Division, District Mansehra.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی 65 پر پوچھتا ہوں۔ سر میری ایک التجا ہے، گزارش ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جی فرمائیے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جواب میں یہ ہے کہ ان کو جو ضرورت ہے وہ 100KV کا ٹرانسفارمر ہے یعنی اس کی انہیں ضرورت ہے ۔ جناب میری ان سے التجا ہے ۔ میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے جناب کہ 50KV کا ٹرانسفارمر ان کی ضروریات پوری نہیں کر رہا ہے اور اکثر ان کی بجلی کا جو سسٹم ہے وہ جل جاتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ بڑا ہونا چاہیئے وہاں پر ؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جی ۔ یہ میری التجا ہے کہ اس پر توجہ دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ کیوں جی done

جناب گوہر ایوب خان۔ Done sir.

جناب چیئرمین ۔ ہو گیا جی، یہ کرا دیں گے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ اب یہ نوٹ کر لیں ۔ یہ نہ ہو کہ مہینے کے بعد پھر بتائیں کہ جی نہیں ہوا ۔ نمبر 66 ، ڈاکٹر حئی بلوچ صاحب ۔

66. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state the time by which the electric poles will be erected in

village, Doga Dakhli Dheri, Tehsil Oghi, District Mansehra?

Mr. Gohar Ayub Khan: Electricity will be provided as per policy of the Government of Pakistan on Rural Electrification.

جناب چیئرمین - ضمنی سوال جی -

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ - جناب یہ جنرل بات ہے ابھی تو - جواب بھی یہی ہے جناب کہ ہر جگہ پولز ہیں ، جیسے خود وزیر موصوف صاحب نے بتایا ہے - ہمارے بلوچستان میں بھی ہیں ، تمام ملک میں ہیں جناب۔ پچھلے دور کے تمام ملک میں کھمبے لگے ہوئے ہیں اور وہ کام نامکمل رہ گئے ہیں - اس میں کہیں وائر کا مسئلہ ہے، کہیں ٹرانسفارمر کا مسئلہ ہے - اس کو کوئی ریچ وائر کہتے ہیں ، کوئی مائیک وائر کہتے ہیں - ہم تو اس کو نہیں جانتے کیونکہ یہ ٹیکنیکل نام ہیں - جیسے کہ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ فنڈز آ رہے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ سارے ملک میں جہاں بھی نامکمل بجلی کا کام رہ گیا ہے ، جو تمام دیہاتوں میں نامکمل ہے - لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ممبرصاحبان ہم سے غلط بیانی کر رہے ہیں تو اچھی بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے ابھی خود فرمایا ہے - ہم اس کے جواب سے مطمئن ہیں - تمام نامکمل جو بھی دیہات ہیں ، ان سب کی طرف توجہ دیں - پہلی بنیاد پر ان کو مکمل کریں گے تاکہ جو نامکمل ہیں ، وائر کی وجہ سے یا ٹرانسفارمر کی وجہ سے۔ ہم ان کے جواب سے مطمئن ہیں کہ وہ اس کو عملی جامہ پہنائیں گے -

جناب چیئرمین۔ جی شکریہ ۔ اگلا سوال 67 ڈاکٹر اسماعیل بلیدی صاحب۔

67. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Religious Affairs, Zakat, Ushr and Minorities Affairs be pleased to state the details of the reports of Islamic Ideology Council lying pending for discussion in the National Assembly and Senate and the time by which these reports will be discussed?

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Annual Reports of the Council of Islamic Ideology for the years 1974 - 1993 including its final report were laid before the National Assembly and Senate for discussion as per Annexure-I. During March, 1990 the Senate constituted a Special Committee with a view to

evaluate and examine all the reports in-depth and submit its recommendations. To facilitate the job the Special Committee further set-up a Sub-Committee in its meeting held on 1-4-1990 which resultantly categorised all reports of the Council (from 1977 to 1984), laid before the Senate till 1990 under the following subjects:

"اسلامی طرز معاشرت، نظام تعلیم، عقائد و عبادات،
نظام معیشت، ذرائع ابلاغ، نظام قانون و عدل "

After taking these reports subject-wise into consideration and formulating its view point the Sub-Committee drafted resolutions for the effective implementation of the reports and submitted to the Special Committee only on:

(i) Islah-e-Muashra

(ii) Islamic Education

(iii) Aqaid-wa-Ibadaat

(iv) Zara-e-Iblagh

Remaining subjects could not be deliberated upon and thus eversince no discussion on any report of the C.I.I. has ever been held in the National Assembly as well as the Senate of Pakistan.

(ii) The National Assembly has not yet discussed and report of the C.I.I . for the year 1977-1993 including the final report.

(iii) It is for the Senate/National Assembly to decide the time by which these reports will be discussed.

<u>Annexure-I</u>

List of the Reports of the Council of Islamic Ideology submitted to the National Assembly and Senate.

I. Three years Report for 1974-77.

I.A. Annual Report, 1977-78.

II. Annual Report, 1978-79.

III. Annual Report, 1980-81.

Annexures:

1. Islamic Criminal Laws (Part-I) Hudud;

2. Introduction of Zakat in Pakistan;

IV. Annual Report, 1981-82.

Annexures:

1. Draft Law of Pre-emption;

2. Draft Law of Qisas and Diyat;

3. 1st Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

4. 2nd Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

5. 3rd Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

6. 4th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

7. Consolidated Recommendations of Council of Islamic Ideology relating to Education System, 1962-82;

8. Report of Council of Islamic Ideology on Islamic Social Order, 1962-82;

9. Report of Council of Islamic Ideology on Publicity Media, 1962-82;

V. Annual Report, 1982-83.

Annexures:

1. رپورٹ اسلامی نظام حکومت

2. مسودہ قانون شہادت

3. 5th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

4. 6th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of Laws;

5. 7th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of laws;

6. 8th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of laws;

7. 10th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of laws:

VI. Annual Report, 1983-84.

Annexures:

1. 9th Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of laws;

2. گیارھویں رپورٹ ، بیمہ و قوانین بیمہ ۔

3. بارھویں رپورٹ ، اسلامی نظام مالیات ، قوانین مالی

4. تیرھویں رپورٹ ، اسلامی نظام محاصل و قوانین محاصل

5. چودھویں رپورٹ ، قانون معاہدہ 1872 قانون دادرسی مختص 1877 ، قانون انتقال جائیداد ۱۸۸۲ء

6. fifteenth Report of Council of Islamic Ideology on Islamization of laws;

7. رپورٹ اسلامی نظام عدل

8. رپورٹ استفسارات (۱۹۶۲ - ۸۴)

9. اسلامی نظام معیشت ، مجموعی سفارشات (۱۹۶۲ -۸۳)

10. رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی

VII. Annual Report 1986-87.

VIII. Annual Report 1987-88.

IX. Annual Report 1988-89.

X. Annual Report 1990-91.

XI. Annual Report 1991-92.

XII. Annual Report 1992-93.

XIII. Final Report 1996.

جناب چیئرمین۔ کوئی ضمنی سوال ۔راجہ صاحب یہ سوال آپ سے متعلق ہے ۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔ جناب والا! میں نے یہاں پوچھا تھا کہ قومی اسمبلی اور

سینٹ میں غور کے لئے زیر التوا اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی تفصیلات کیا ہیں اور ان رپورٹوں کو کب تک زیر بحث لایا جائے گا ۔ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے جو بھی حکومت ڈوبنے پر آتی ہے تو وہ اسلام کا نام استعمال کرتی ہے۔ اب 15 واں ترمیمی آئینی بل وہ پیش کر رہے ہیں اور شریعت بل کے نام پر مشہور کیا جا رہا ہے کہ اس میں ہم شریعت نافذ کریں گے۔ اسے سپریم لا بنائیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارشات دو سال سے قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھیجی ہیں ۔ ان پر کوئی قانون سازی نہیں ہو رہی ہے اور اس میں سفارشات بھی ہیں ۔ اس میں وہ چیز پوری نہیں ہوسکتی ہے کہ جتنے قوانین ہیں ان کو اسلام کے مطابق بنایا جائے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا کیا کام ہے ۔ آپ نے جو کہا ہے کہ ہم نے ایم این اے کی مختلف کمیٹیاں بنائی ہیں ۔ اس ملک میں جو کام نہیں کرنا ہوتا ہے تو اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جاتا ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ جو اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارشات بھیجی ہیں ، یہ تو حکومت نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس کے مطابق ہم قانون سازی نہیں کریں گے ۔ اس لئے کبھی کسی خصوصی کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے ، کبھی کسی اور کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے یعنی 20'25 سال سے اس کو اسی طریقے سے رگڑا دیا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب مجھے مطمئن کریں کہ اس کے آخر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس بات کا انحصار قومی اسمبلی اور سینٹ پر ہے کہ وہ ان رپورٹوں پر بحث کے لئے وقت کا فیصلہ کریں ۔ آخر لیڈر آف ہاؤس آپ خود ہیں ، مذہبی امور کے وزیر بھی آپ ہیں تو کیا اس پر میں وقت مقرر کروں یا وقت کا تعین کروں گا کہ فلاں تاریخ سے قومی اسمبلی اور سینٹ اس پر بحث کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ خدا را اس ملک کے ساتھ مذاق نہ کریں اور اسلام کو بدنام نہ کریں یا اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ ہے ، اس کو ختم کریں ۔ وہاں پر ہر ایک ممبر کو سینیٹر اور ایم این اے جیسی مراعات حاصل ہیں ۔ اٹھارہ ہزار روپے ہم بھی لیتے ہیں اور وہ بھی لیتے ہیں ۔ وہ ایسی مراعات بھی لیتے ہیں اور ان پر بہانے کے طور پر پیسے بھی خرچ کرتے ہیں اور ان کا کوئی کام نہیں ہے ۔انہوں نے پچھلے دو سال سے جو سفارشات بھیجی ہیں ، ان پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 15ویں ترمیمی بل کو چھوڑ دیں ۔ ان ہی سفارشات پر وہ عمل درآمد کریں۔ قانون سازی کریں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ساری چیزیں آ جائیں گی ۔ میں یہ بھی واضح

کر دینا چاہتا ہوں کہ مزید ضیاء الحق کی طرح ہم اسلام کی آڑ میں حکومت کو بچانے کی خاطر اسلام کو بدنام کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیں گے ۔یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس ملک کا اسلامی قانون مقدر ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر وہ یہ کام نہیں کریں گے تو کل کسی اور طریقے سے اس ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو جائے گا ۔ لہذا آپ مجھے مطمئن کریں ورنہ میں اس کو پریس کرتا ہوں ۔ لہذا آپ نے یہ جوابات تسلی بخش نہیں دیئے ۔ہاں بحث کب کریں گے اور وقت کا تعین کر کے مجھے ابھی بتائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ محمد ظفر الحق۔

راجہ محمد ظفر الحق۔جناب چیئرمین صاحب! جناب ڈاکٹر اسماعیل بلیدی صاحب نے دو دفعہ یہ فرمایا ہے کہ میں انہیں مطمئن کروں ۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ مشکل کام زندگی میں کبھی میرے در پیش نہیں ہوا ۔ باقی کسی اور رکن کو مطمئن کرنا شاید آسان ہو ۔ گزارش یہ ہے کہ بلیدی صاحب نے آئین کے اندر دیکھا ہو گا کہ Islamic provisions 227 آرٹیکل سے شروع ہوتی ہیں اور اس کے آگے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل ہے اور پھر اس کے سارے فرائض دیئے ہوئے ہیں کہ وہ کیا کریں ۔

اس سے پہلے جو آئین تھا اس میں اسلامی مشاورتی کونسل تھی ۔ 73 ، کے آئین میں کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کا نام دیا گیا۔ اس کے لئے جو طریقہ کار رکھا گیا ہے ، آئین کے اندر یہ موجود ہے ، وہ کچھ اس قسم کا ہے کہ 7 سال کے اندر وہ حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور اس سے پہلے interim report بھی وہ ہر سال دے سکتی ہے۔ انہوں نے جو interim reports دی ہیں ، ان کی فہرست ہم نے اس سارے annexure میں دی ہے کہ ہر سال کی وہ ایک رپورٹ دیتے ہیں۔ وہ کسی بھی مضمون پر دے سکتے ہیں ، اکانومی پر دیتے ہیں ، معاشرت پر دیتے ہیں ، تعلیم پر دیتے ہیں، باقی اور معاملات پر ، نشر و اشاعت پر انہوں نے رپورٹیں دیں لیکن تقریباً ڈیڑھ سال پہلے انہوں نے ایک حتمی رپورٹ دی تھی۔ وہ حتمی رپورٹ جب ایوان کے سامنے پیش کی گئی تو پھر نئی اسلامی نظریاتی کونسل اس زمانے میں تشکیل ہو چکی تھی ۔ اس میں کچھ پرانے ارکان تھے اور کچھ نئے ارکان تھے۔ لہذا وہ جو نئے ارکان تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے اس رپورٹ کو دیکھا ہے اور اس میں کافی تصیح کی گنجائش ہے، کافی improvement کی گنجائش ہے، اس میں اضافہ ہو سکتا

ہے ۔ وہ رپورٹ تقسیم ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ اس رپورٹ کی کاپی کسی ممبر کو نہیں دی گئی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ بلیدی صاحب اب تشریف لائے ہیں ' یہ اِس دفعہ elect ہوئے ہیں لیکن اس سے پہلے سینٹ میں بھی اور قومی اسمبلی میں بھی رپورٹیں آئیں ہیں اور یہاں پر موجود ہیں اور جو قانون کی Standing Committee ہے اس کو بھیج دی جاتی ہے کہ وہ اس پر اپنی رائے دے ' وہ اپنی رپورٹ پیش کرے کہ آیا کس کس چیز پر قانون سازی کرنی ہے' کس کے اوپر نہیں کرنی ہے۔ مثلاً اگر رپورٹ میں صرف یہ لکھا ہے کہ ملک کے اندر اسلامی ماحول قائم کیا جائے یا یہ لکھا ہے کہ کوئی فحاشی اس میں سے بند کی جائے تو اس پر قانون سازی پھر ان ہی ایوانوں نے کرنی ہوتی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنا کام کردیا لیکن وہ تعین پھر یہ ایوان ہی کرتے ہیں جن کو کہا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ legislation میں sovereign ہے ' وہ یہ ایوان کرتے ہیں۔

جب قومی اسمبلی میں وہ رپورٹ پیش ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس کی کاپی ڈیسکوں کے اندر پڑی رہیں اور وہ کسی نے اٹھا کر زیادہ توجہ سے پڑھی نہیں ۔ پھر ہم نے یہ کیا کہ اس کا اردو ترجمہ کروایا۔ بعض علماء کر طرف سے مثلاً شیرانی صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ یہ انگریزی میں رپورٹیں ہیں' انگریزی کی بجائے اس کا اردو میں ترجمہ کروایا جائے۔ ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل سے دوبارہ رجوع کیا ' اس کا دوبارہ اردو میں ترجمہ ہوا' اب وہ پرنٹ ہو کر تھوڑے ہی وقتوں میں دوبارہ پیش کی جائے گی۔ قومی اسمبلی میں بھی پیش ہو گی اور سینٹ میں بھی پیش ہو گی۔ اس کے بعد ان کے اوپر بحث ہو سکے گی کیونکہ جو علماء کرام ہیں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ رپورٹیں اردو میں ہوں تاکہ وہ اس کی بحث میں حصہ لے سکیں۔اس کے بعد پھر جو طریقہ کار یہ ایوان خود طے کرتا ہے کہ ان رپورٹوں میں سے کس پر قانون سازی کرنی ہے ' کس پر نہیں کرنی' تو پھر اس کے مطابق قانون سازی ہوتی ہے۔ یہ ایسے ہی نہیں ہو جاتا۔ان کو جو سوال refer کرنا ہو ' وہ سوال ان سے صدر صاحب کر سکتے ہیں' refer کر سکتے ہیں ' وزیر اعظم کر سکتے ہیں یا قومی اسمبلی 2/3 ارکان کی تعداد سے ان کو کوئی سوال refer کر سکتی ہے اور وہ پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار ہے جو آئین کے اندر موجود ہے ۔اس میں یہ وفاقی شریعت بل کا ' فلاں کا ' فلاں کا ' اس کے ساتھ ایسا کوئی نہیں---- گزارش یہ ہے کہ جب وہ اردو میں پرنٹ ہو کر آ جائے گی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ وہ تو تیار ہے، وہ تو ایک ہفتہ میں آ جائے گی، آپ کوئی date دے دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جس وقت آ جائے گی اس وقت میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا کہ کس تاریخ کو آپ بحث کے لئے تیار ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ ہم تو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔now, end of question hour

@68. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the number of villages in N.A.207 electrified so far; and

(b) the time by which the remaining villages of the said constituency will be electrified?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) The list of 51 villages where electricity has been provided so far is at Annex-A.

(b) the electrification of remaining villages will be done in accordance with the new Village Electrification Policy approved by GOP for the year 1998-99.

Annexure-A

Sr. No.	Name of Village	Sr. No.	Name of Village
1.	Sorage Bazar Turbat	27.	Nokan, Turbat
2.	Bagi Turbat	28.	Sorani Turbat
3.	Kalag No.I & II Turbat	29.	Sun Kalat Turbat
4.	Shutager Turbat	30.	Degari Khan P-I

@ Question hour is over. Remaining questions and answers were placed on the table of the House.

Sr. No.	Name of Village	Sr.No.	Name of Village
5.	Dubak Turbat	31.	Polani Turbat
6.	Allah Basti Turbat	32.	Shapak Turbat
7.	Jusik Turbat	33.	Nokabad Turbat
8.	Gagdan Turbat	34.	Goban Turbat
9.	Umri Kan Turbat	35.	Srikhan Turbat
10.	Shahrag Turbat	36.	Pirikahan Turbat
11.	Gori Turbat	37.	Noukalat Turbat
12.	Ginah Turbat	38.	Kosh Kalat Turbat
13.	Dozan Turbat	39.	Kikan Turbat
14.	Dhanak Turbat	40.	Kalatuk Turbat
15.	Sol-Band Turbat	41.	Korago Turbat
16.	Danser Turbat	42.	Pathani Kour Turbat
17.	Harnok Turbat	43.	Nodize Turbat
18.	Naseerabad Turbat	44.	Degari Khan P-II
19.	Washboob Panjgoor	45.	Chitkani Panjgoor
20	Tasp Panjgoor	46.	Balochabad
21.	Nasirabad Dat Chup Dane-I	47.	Nasirabad Main Bazar-I
22.	Asia Abad Turbat	48.	Nasirabad Datchup Dane-II
23.	Nazarabad Turbat	49.	Balicha-I Turbat
24.	Balicha-II Turbat	50.	Rod Bun Turbat
25.	Malikabad Turbat	51.	Gramazi-I Turbat
26.	Gramazai-II Turbat		

69. *Dr. Muhammad Isamil Buledi: Will the Minister for Housing and

Works be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Rs.3 crores have been spent by the PWD on construction of two blocks of Cat-III in Sector G-11/4, Islamabad.

(b) whether it is also a fact that sub standard material has been used in the construction of these blocks, if so, the steps taken or being taken against the person responsible; and

(c) whether it is further a fact that the work of these blocks has not been completed so far and some of the basic facilities like water taps, window glasses have not been provided in the flats of these blocks, if so, the time by which the remaining work will be completed?

Mr. Asghar Ali Shah: (a) No. The actual expenditure is Rs.11.134 million and not 3 crores.

(b) No. The work was executed as per approved specification.

(c) The flats are completed in all respect. Water taps and windows glasses have been provided. The items which remain are:-

(i) Installation of pumps on underground tanks.

(ii) Electric service connection for pumps to be installed on tanks.

Payment to WAPDA is to be made for the service connection. The payment could not be made during 1996-97 due to non-release of funds and the scheme was un-budgeted during 1997-98. The above remaining work will be completed on availability of funds.

70. ***Dr. Safdar Ali Abbasi:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state the value of power purchased by WAPDA from each IPP since February 1997?

Mr. Gohar Ayub Khan: WAPDA is purchasing Power from the following three Power Projects which have been commissioned:-

		Energy Purchased (MKWH)	Amount Paid (Rs.million)
1.	Kohinoor Energy Ltd.	457	1,805
2.	AES Lalpir.	1,153	3,733
3.	AES Pak. Gen.	979	2,710

"UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY"

10. *Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:-

(a) the details of the natural gas reserves found near Spin Karez in Quetta;

(b) the details of the geology of this gas found and the geological formation encountered during drilling; and

(c) the details of the identified possible drilling sites in Balochistan in this gas bearing geological formation?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) On the basis of test results, Natural Gas has flowed from Zarghun south well @ 17.7 MMCFD from chiltan formation and 7.7 MMCFD from Dunghan and Mughalkot formations on a combined basis. The dioxide with a heating value of around 878 BTU per cubic feet. The reserves will be estimated after appraisal which is under consideration.

(b) During drilling, Nari, Kirthar, Ghazij, Dunghan, Moro/Pab/Mughal

Kot, Parh Goru/Sembar and Chiltan formations have been encountered. Gas has been found in three formations namely Chiltan (Jurassic age), Dunghan (Paleocene age) and Mughal Kot (Cretaceous age).

(c) Zarghun North and Zarghun West structures are possible candidates at present. However this discovery would attract petroleum exploration companies to take up adjoining concessions and identify more drilling sites after seismic surveys.

جناب چیئرمین: آج میرے پاس 12 speakers کی لسٹ ہے وہ کام ختم کر لیں پھر point of order لیں گے۔ بلور صاحب میری عرض سن لیں جو agenda پر اس وقت ہے آج یہ کام ختم کر Please Bilour sahib I shall listen to your point of order tomorrow لیں جو agenda پر ہے۔ اب next speaker کس طرف سے تھا۔ آپ بیٹھیں۔ میں یہ کر کے پھر آپ کی بات سن لوں گا۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Chairman: No point of order please, because we have 12 speakers.

جو کہ رہ جائیں گے۔ O.K جی۔ کل آخری سپیکر اس طرف سے رجوانہ صاحب تھے۔ اب خدائے نور صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب چیئرمین! میری بات تو سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں یہ تھوڑا سن لوں پھر آپ کی بات بھی سن لوں گا۔ تھوڑے سپیکر نکل جائیں۔ بہت سی بات سن لیں گے۔ یہ پہلے جو ایجنڈہ ہے اس پر چلا جائے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: آپ بات تو سن لیں۔

FURTHER DISCUSSION ON OBSERVER's REPORT

جناب چیئرمین: میں آپ کی بات بعد میں سن لوں گا۔ پہلے سپیکر کچھ نکل جائیں۔

عالی صاحب کی اور آپ سب کی بات سنوں گا۔ جی خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب چیئرمین! میں اس بارے میں لاعلم ہوں کہ رحمان ملک کون ہیں۔ آبزرور نے کیا کہا ہے۔ کرپشن کہاں سے ہوئی ہے، کس نے کی ہے۔ یہ تو کل قائد حزب اختلاف میرے محترم ساتھی نے تقریر میں کہا اور پھر اس کے جواب میں خالد انور صاحب نے جو دلائل دیئے ہیں۔ ان دلائل کی روشنی میں جناب چیئرمین' میں اپنی بات کروں گا۔ پوری قوم کا سر شرم کے مارے جھک گیا ہے کہ اس ملک کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نے جیسے گزارش کی کہ میں اس پر کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا لیکن ان باتوں کو جب میں نے یہاں پر اس ہاؤس میں سنا یا عوام نے اخباروں کے ذریعے سنا۔ شرم کا مقام ہے کہ اس ملک کو ہر ایک نے جس کا بھی بس چلا انہوں نے لوٹا ہے۔ انہوں نے بے دریغ لوٹا ہے اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ' پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا ہے' کس نے کیا کیا ہے ہمارا۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے کو تحفظ دیا ہے۔ چوری کی ہے' ڈاکہ مارا ہے' ایک ڈاکو اور ایک چور لیکن تحفظ ایک دوسرے کو دے رہے ہیں۔ اگر تحفظ نہ دیتے تو نہ رحمان ملک وہاں ہوتا نہ یہ رپورٹ آتی اور نہ یہ چور ہر جگہ پر بیٹھے ہوئے ہوتے۔ چور برملا پھر رہے ہیں۔ ڈاکو برملا پھر رہے ہیں۔ بڑے فخریہ انداز میں پھر رہے ہیں لیکن ہوا کچھ نہیں ہے۔ ہمیں تو یہی افسوس ہو رہا ہے کہ اس قوم کے ساتھ یہ مذاق کیوں ہو رہا ہے۔ بات کیا ہے۔ اگر واقعی ایک دوسرے کو تحفظ دینا ہے تو پھر یہ باتیں یہاں کہنا بے معنی ہیں۔ ملک کی بدنامی ہو رہی ہے اگر ان باتوں کو آپ نے تحفظ دینا ہے۔ اگر تحفظ نہ دیتے تو آج میں معذرت کے ساتھ کہوں گا۔ برملا کہوں گا کہ جنہوں نے کی ہے' چاہے اس دور میں کی ہے' چاہے پچھلے دور میں کی وہ برملا نہ یہاں بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے اور نہ باہر پھرتے ہوئے دکھائی دیتے۔ افسوس ایک رحمان ملک کی رپورٹ آئی۔ زمین اور آسمان کی قلابیں ملا دیئے کہ بھئی پتہ نہیں کہ کیا ہوا۔ میں یہی پوچھوں گا کہ اس سے پہلے دور میں بھی یہی باتیں ہوئیں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ کہاں گیا وہ سرے محل' کہاں گیا وہ 10 فیصدی' وہ دوسرے کدھر گئے۔ کچھ ہوا؟ کچھ بھی نہیں ہوا۔ یہ بھی کچھ نہیں ہوگا۔ صرف پارلیمنٹ کے اندر' اس ہاؤس کے اندر یہ باتیں ہونگی اور اخباروں کی زینت بن جائیں گی لیکن ہوگا کچھ بھی نہیں۔ جب پہلے کبھی کچھ نہیں ہوا تو اب بھی کچھ نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! مجھے اس کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے۔ صرف ان کی تقریروں سے

میں نے یہی اندازہ لگایا کہ اس ملک کو لوٹا گیا ہے اور لوٹ رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ خدا کے واسطے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے اس ملک پر رحم کریں۔ عوام کس حال میں ہیں اور یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے لوٹا' اس نے یہ کرپشن کی ہے' وہ کہتا ہے کہ اس نے لوٹا ہے لیکن سزا کسی کو نہیں ملی۔ پکڑا کوئی نہیں گیا۔ وہ کیوں پکڑائی دیں' کیوں کہ جو بھی ایسی حرکت کرتا ہے وہ نشانات مٹا دیتا ہے تا کہ کل میں پکڑا نہ جاؤں۔ عدالتوں سے وہ بری ہو جاتے ہیں اور بڑے فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ میں تو بری ہوگیا' میرے اوپر بہتان تھا۔ اگر وہ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑیں اور اپنے گریبان میں دیکھیں تو اس نے سب کچھ کیا ہے۔ اس نے کرپشن کی ہے۔

جناب والا میں مزید اس پر کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ بس اتنا ہی کہتا ہوں کہ خدا کے لئے ملک کی بدنامی نہ کریں' خدا کے لئے ملک پر رحم کریں۔ میں میاں صاحب سے بھی یہ کہوں گا کہ اس وقت آپ ہیں' مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میاں صاحب کے وہاں پر دو فلیٹس ہیں' شاید ہوں' میں اس پر نہیں جانا چاہتا۔ وہ میں نہیں کہنا چاہتا لیکن اب یہ کہہ دینا کہ وہ جائیں' پہلے اپنے آپ کو سفید کرکے آ جائیں۔ کس نے پہلے اپنے آپ کو سفید کیا ہے۔ کون گیا ہے۔ کس نے یہ روایت رکھی ہے۔ جس کسی نے بھی یہ روایات رکھی ہیں۔ اگر یہ روایات رکھی جاتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آج میں پہلا شخص ہوتا --- میں یہ بات جناب چیئرمین کہوں گا کہ جب سے میں آزاد اپوزیشن میں آیا ہوں میں نے یہی کہا ہے کہ میں جو کچھ کہوں گا' خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہوں گا اور سچ کے بغیر کچھ بھی نہیں کہوں گا' چاہے وہ یہاں کے لوگوں کی غلطی ہو' چاہے وہاں کی غلطی ہو' برملا کہوں گا لیکن میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ روایت برقرار رکھی جاتی پچھلے ادوار میں تو آج ہم سب میاں صاحب سے یہی کہتے کہ میاں صاحب مستعفی ہوں اور میں یہ بھی کہوں گا کہ مہذب ممالک میں' مہذب دنیا میں یہ ہوتا ہے' ہوتا چلا آیا ہے کہ اگر کسی پر کوئی کرپشن کے الزامات لگ جائیں تو وہ مستعفی ہو جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں یہ روایات رکھی ہی نہیں گئی ہیں' کرپٹ لوگ ادھر' ادھر پھر رہے ہیں' عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ وہ جائیں مستعفی ہو جائیں' میں یہ نہیں کہنا چاہتا اور ہر ایک اپنے گریبان میں دیکھے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے جیسے کہا کہ مجھے صحیح حقائق معلوم نہیں ہیں لیکن ان کی روشنی میں میں نے چند الفاظ کہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ۔ نثار محمد خان صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی ، جناب مجھے بھی ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین ، میں آپ کو وقت دوں گا ۔ مجھے ایک دو سپیکر سننے دیں۔ آپ کو وقت دوں گا ' میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

جناب نثار محمد خان ، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ' آپ نے مجھے وقت دیا ۔ میرے خیال میں ضرورت تو نہیں ہے کہ میں یہاں بولوں ۔ اعتزاز حسن صاحب نے بڑی خوبصورتی سے اپنا کیس اس ایوان میں پیش کیا ' اور ہمارے وزیر قانون جناب خالد انور صاحب نے دلائل سے ان کا جواب دیا۔ اعتزاز احسن صاحب نے کہا کہ لندن میں میاں نواز شریف کے فلیٹس ہیں ' ان کو صاف طور پر جواب ملا ہے کہ میاں نواز شریف کے فلیٹس نہیں ہیں۔ حتی کہ ربانی صاحب خود بھی اس کی تحقیق کرا رہے ہیں ۔

دوسری بات یہ کی گئی کہ وہ نادھندہ ہیں ۔ اس کے متعلق ہمارے وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی دو کمپنیوں کے اثاثے پیش کئے ہیں اور کہا ہے کہ جو بھی liabilities ہیں ' ان سے وہ پوری کی جائیں بلکہ وہ اس حد تک گئے ہیں کہ وہ اثاثے اگر کم ہوں تو پھر جو ڈائریکٹر صاحبان ہیں ان کی جیب سے وہ پورے کئے جائیں۔ وہ بھی ہوا۔

تیسری بات انہوں نے کی ہے کہ ملک سے پیسہ نکال کر یہ فلیٹس خریدے گئے۔ خالد انور صاحب نے ان کا جواب دیا ہے کہ ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ حدیبیہ پیپر ملز وغیرہ کے لئے یہ پیسے قاضی کے اکاؤنٹ میں as security ہیں ' دوسری طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہی اکاؤنٹس سے پیسے نکال کر فلیٹ خریدنے کے لئے وہ لے گئے ۔ وہ بھی غلط۔ پھر جب یہ جواب ان کو ملا تو بعض ہمارے ساتھی اس طرف سے فرمانے لگے کہ میاں صاحب اخبار کو challenge کریں اور اپنے آپ کو سچا ثابت کریں کہ یہ جو الزامات ان پر ہیں ' یہ غلط ہیں ' یہ جھوٹ ہیں۔

جناب چیئرمین ' ہمارے حزب اختلاف کے بھائی ' آبزرور میں جو جھوٹی سچی خبر آئی ہے اس سے یہ سوال اس ہاؤس میں لے آئے ہیں ۔ ہم نے بڑی خوشی سے ان کے اس چیلنج کو قبول کیا ہے اور ڈبیٹ پر invite کیا ہے کہ ہم تیار ہیں کہ آپ کو جواب دیں۔ پھر فیصلہ قوم

کرے۔ پہلے بھی یہ فیصلے مسلم لیگ کے حق میں ہو چکے ہیں' دو دفعہ مسلم لیگ کی حکومت ہٹائی گئی ہے ، جونیجو صاحب کی ' سپریم کورٹ نے اس کو بحال کیا تھا لیکن اس کے ساتھ لفظ " لیکن" آیا تھا۔ لیکن کیونکہ ملک میں الیکشن کی تیاری ہوگئی ہے تو let the elections take place ورنہ جونیجو کی حکومت جو ہٹائی گئی ہے وہ غلط ہٹائی گئی ہے ۔ پھر میاں نواز شریف کی مسلم لیگ کی حکومت ہٹائی گئی اور پھر سپریم کورٹ نے اس کو بحال کر دیا ۔ لیکن قوم کے مفاد میں جب ان سے استدعا کی گئی کرتا دھرتا لوگوں کی طرف سے تو وہ ایک بار پھر از خود مستعفی ہوئے ۔ جو بھی معاملہ جس پلیٹ فارم پر آیا ہے ہم نے اس کو بخوبی قبول کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے ۔ آپ یہ مقدمہ اس ہاؤس میں لے آئے ہیں ، ہم آپ کو جواب دے رہے ہیں ، ہم اس پر ڈبیٹ کر رہے ہیں ۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہو رہی تو آپ جائیں اور ہم پر مقدمہ کریں' ہم مقدمے کے لئے آپ کو اسی طرح سے جواب دیں گے جس طرح سے یہاں پر آپ کو جواب دے رہے ہیں ۔ آپ کے متعلق بھی اخباروں میں اسی طرح کی خبریں آئیں ' ہم نے آپ کے خلاف مقدمے دائر کئے ' یہاں پر بھی 'فارن ممالک میں بھی ۔ فرد جرم آپ پر عائد ہوئی ہے ' آپ کے اثاثے منجمد ہوئے ہیں۔ ہم کو ان کے فیصلے کا انتظار ہے ۔ کیونکہ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم مقدمہ کریں تو ہم کیوں مقدمہ کریں ۔ آپ یہاں پر یہ چیز لائے ہیں ' ہم جواب دے رہے ہیں ۔ آپ مقدمہ کریں ہم جواب دیں گے۔

گوشوارے کے متعلق ہمارے قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ گوشوارے غلط میاں صاحب نے جمع کرائے ہیں۔ غلط سہی لیکن الیکشن کو تو اب دو سال ہونے کو ہیں ۔ اگر گوشوارے غلط ہیں تو یہ چیلنج کیوں نہیں ہوئے ہیں۔ چیلنج کریں ۔ اگر آپ چیلنج کریں گے تو ہم انشاء اللہ آپ کو جواب دیں گے ۔ ہم جب Observer کے متعلق بات کرتے ہیں تو یہ قدرتی عمل ہے کہ یہاں پر بھی اخباروں میں کوئی خبر آتی ہے' جھوٹ یا سچ تو پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ خبر کس نے چھاپی ہے اس کی credibility ٹھیک ہو' جانچا جاتا ہے لیکن ہم رحمٰن ملک کی بات کرتے ہیں کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے تو یہاں سے ہمیں جواب آتا ہے کہ جی ہمارا سوال تو رحمٰن ملک نہیں ہے emphasis رحمٰن ملک پر کیوں ہے؟ رحمٰن پر emphasis اس لئے ہے کہ Observer کا source بھی رحمٰن ملک ہے۔ اگر ہم نے خوامخواہ مقدمہ لڑنا ہے تو پھر ہم رحمٰن ملک پر مقدمہ کریں گے' Observer سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے پھر بھی ہم وہاں Press

ComplainCommision میں گئے ہیں۔ سینیٹر سیف الرحمٰن کے متعلق بھی کہا گیا کہ ان کے لئے خصوصی طور پر ڈیوٹی کم کر دی گئی اور اس کے ذریعے سے BMW گاڑیاں درآمد کیں۔ وہ بھی وزیر قانون نے دوسرے دن clarify کیا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اگر آپ نہیں مانتے تو آپ ثابت کریں۔ اس کے ساتھ Observer میں 6 ستمبر کو یہ بھی آیا ہے کہ خدا نخواستہ پاکستان ختم ہونے والا ہے' Observer کیوں کہہ رہا ہے۔ جب سے یہ ملک ایک ایٹمی power بن گیا ہے' تو جو یہ ہمارے مغربی ممالک کے اخبار ہیں ' کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے سائنسدان بھاگ گئے' کبھی کہتے ہیں کہ ہندوستان ہم پر حملہ کر رہا ہے اور کبھی Observer --- کیوں؟ کون ایسی کہانیوں کو جنم دیتا ہے یا ایسے ممالک کو یا ان کے اخباروں کون موقع فراہم کر رہا ہے۔ آپ کو قوم پرستوں کا وہ convention بھول گیا جس میں جناح تک کو گالیاں پڑیں' پاکستان کو گالیاں پڑیں اور 30 یا 31 نوٹ کریں' 30 یا 31 اگست 1998ء کے اخبار "پاکستان" میں ولی خان is on record جس کی ابھی تک تردید نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ دس منٹ ہو گئے جناب نثار خان صاحب۔

جناب نثار محمد خان۔ جی میں ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

جناب نثار محمد خان ۔ He is on record کہ صوبہ سرحد' افغانستان کا حصہ ہے' یہی ان کی زبان ہے ۔ جب روس افغانستان پر قابض تھا تو وہ کیا کہہ رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ افغانیوں کو نکالو۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال نثار صاحب یہ اس بحث سے ہٹ کر بات ہے۔

جناب نثار محمد خان۔ جناب Observer کی بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں Observer نے تو نہیں لکھا ہے کہ--------------

جناب نثار محمد خان۔ بہرحال جناب Observer کے متعلق-----------

جناب چیئرمین ۔ نہیں ' اس موضوع سے ہٹ کر ہے۔ نہیں ' دس منٹ پورے ہو چکے ہیں' دس منٹ پورے ہو چکے ہیں۔

جناب نثار محمد خان۔ جناب ایک منٹ اور۔

جناب چیئرمین۔ جی بس ایک منٹ اور۔

جناب نثار محمد خان۔ اگر آج وہ کہتے ہیں کہ صوبہ سرحد افغانستان کا حصہ ہے تو پھر جب افغانستان پر روس قابض تھا باچا خان کو افغانستان میں کیوں دفن کیا' یہ تو افغانستان کا حصہ تھا۔ اسے وہ حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ میں آپ کا مشکور ہوں' شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب' حاجی عبدالرحمٰن صاحب غیر حاضر جی۔ Next جناب تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر: شکریہ جناب چیئرمین ! آج جب میں آبزرور کی رپورٹ پر اپنی گزارشات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں تو میں باربار اپنے آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ میرے شہر کا مجھ پر کچھ نہ کچھ حق ضرور ہے ۔ میں چند سیکنڈ کے لئے اس معزز ایوان کی توجہ ' صرف چند سیکنڈ کے لئے ان حالات کی طرف بھی دلاؤں گا جو میرے شہر پر گزر رہے ہیں۔ Sir, my city is burning as I stand here.

Mr. Chairman: But I would expect you to talk on the Observer issue.

Mr. Taj Haider: I will come to that in a few seconds sir,

یہ بڑا لمبا نوحہ ہے ۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ' عالی صاحب بھی اس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں ' تو میرے خیال میں اس مسئلے کو ابھی نہ چھیڑیں ۔ یہ اس کے بعد ۔ میں نے عالی صاحب کو کہا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دوں گا اس مسئلے پر۔

جناب تاج حیدر: آپ مجھے اجازت نہیں دے رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین: میں چاہتا ہوں کہ آپ آبزرور پر آئیں ۔ یہ عالی صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہوا ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو جائے گی ۔ آپ بھی بات کریں ۔ I know, I know but this is at this moment. I think, it is appropriate کہ جو مسئلہ ہے اس پر بات کریں ۔

بعد میں اگر وقت ہوا تو I will give...

جناب تاج حیدر: یہ میں کس کے نام لکھوں جو ستم گزر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: عالی صاحب ! میں نے آپ سے کہا ہے، میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ میں آج آپ کو موقع دوں گا۔ یہ معاملہ مجھے ختم کرنے دیں۔ صرف چند بولنے والے رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جب سب لوگ چلے جائیں گے تب آپ مجھے موقع دیں گے۔

جناب چیئرمین: کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کی بات قوم نے سننی ہے، یہ سنیں یا نہ سنیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بیٹھے ہوئے حضرات آپ کی بات سارے پاکستان میں پہنچائیں گے، ساری دنیا میں پہنچائیں گے اور یہی ہمارے بازو ہیں کیونکہ ان کے بغیر ہماری بات یہیں تک رک جاتی ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی جناب تاج حیدر صاحب، عالی صاحب، میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ آج میں آپ کو وقت دوں گا۔ یہ چلے بھی جائیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اور آپ بیٹھے رہیں گے اور یہ حضرات اگر بیٹھے رہے تو پریس والوں کے توسط سے تو آپ کی بات ساری قوم سنے گی۔

جناب تاج حیدر: میں کس کے نام لکھوں جو ستم گزر رہے ہیں، میرے شہر جل رہے ہیں، میرے لوگ مر رہے ہیں۔ اور میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ آئین کا آرٹیکل 256 اس ملک میں private army کے قیام کی اجازت نہیں دیتا۔ حکومت پاکستان کو اور اس ایوان کے معزز اراکین کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے کہ تمام غیر قانونی اسلحہ ضبط کیا جائے اور کراچی کو deweaponise کیا جائے۔ جناب عالی! The situation in Karachi...

جناب چیئرمین: آپ آبزرور پر بات نہیں کرنا چاہتے۔

جناب تاج حیدر: میں جناب اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسی پر آئیں because otherwise, I can give the floor to Aali Sahib because he has already raised that point of order.

Mr. Taj Haider: Sir, that administrative authority of the Government stands eroded because ---

جناب چیئرمین: دیکھیں ، یہ بات ہوئی کہ جو issue in hand ہے اس پر اگر آپ بات کریں ۔ جب عالی صاحب کو موقع دوں گا تو اس وقت آپ بھی بات کریں ۔

جناب تاج حیدر: میں عرض کر رہا ہوں ---

Mr. Chairman: I think, before we adjourn today, I will give the floor to you and Aali Sahib on this issue.

میں آپ کو بھی وقت دوں گا حئی صاحب ، آپ تینوں کو وقت دے دوں گا ، اگر آپ وقت ضائع نہ کریں تو I will give it to all three of you آپ پہلے اس بات کو ختم کریں ۔ before we adjourn, I will give you a time لیکن اس بات کو ختم کر لیں ۔

جناب تاج حیدر: جناب میں صرف اتنا عرض کر رہا تھا کہ اگر ایک طرف گورنمنٹ کی administrative authority erode ہو چکی ہے اور دوسری طرف moral authority اس آبزرور کی رپورٹ کی وجہ سے it has completely eroded اور اس وقت State کے پاس نہ administrative authority ہے اور نہ moral authority ہے کہ وہ اپنے آرڈرز کو implement کر سکے ۔ جناب عالی ! یہ حزب اختلاف کا کام نہیں ہے اور نہ یہ سینیٹ کا کام ہے کہ جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی تحقیقات کرے ۔ لیکن میں صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ الزامات آبزرور کے اندر لگائے گئے ، ان کے اوپر کچھ نہیں ہوا ۔ قائد حزب اختلاف نے یہاں پر بڑے مدلل طریقے سے ، بڑے پر اثر طریقے سے پانچ سوالات پوچھے کیونکہ حکومت کی طرف سے جو بیانات آ رہے تھے ، جو مختلف versions آ رہے تھے ان میں بہت بڑا تضاد تھا ۔ انہوں نے وہ تمام چیزیں چھوڑ دیں اور تضادات کی نشاندہی کی ۔ اس کے بعد پانچ سوالات انہوں نے پوچھے کہ ان پانچ سوالات کا جواب دیا جائے ۔ جناب عالی اتنی تقاریر ہو چکی ہیں ، ان پانچ میں سے ایک سوال کا بھی تسلی بخش جواب حکومت کی طرف سے نہیں آیا ۔

دوسری چیز میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی تحریر چھپی ہے ، اگر کوئی سٹوری چھپی ہے کرپشن کی ، وزیراعظم کے بارے میں تو حکومت کا کیا فرض ہے ۔ جناب عالی ! کسی بھی جمہوری ملک

کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ اگر وزیراعظم پر کچھ الزامات لگے ہیں تو ایک غیر جانبدارانہ کمیشن بنائیں تاکہ ان الزامات کی تفتیش کی جائے اور ان کی تحقیق کی جائے ۔ وہ کمیشن ایسا غیر جانبدار ہو کہ جس کے اوپر دنیا میں کوئی انگلی نہ اٹھا سکے ۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان الزامات کی تحقیقات کی جائے ۔ جناب عالی حکومت صرف اور صرف cover پر لگی ہوئی ہے ۔ وہ ایک بات کو cover کرتے ہیں ' دوسری بات کو cover کرتے ہیں پھر اس میں کوئی کمی رہ جاتی ہے ' پھر تیسری بات نکالی جاتی ہے ۔ جناب والا! کسی ذمہ دار حکومت کا یہ کام نہیں ہے ۔ ان الزامات کی باقاعدہ تحقیقات ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعے ہونی چاہیئے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا تھا کہ آپ جتنا cover up کریں گے اور جتنی آپ تاویلات پیش کریں گے اتنا ہی معاملہ اور الجھتا چلا جائے گا ۔ ایک غلط بات کو چھپانے کے لئے آپ کو دس غلط باتیں اور کرنی پڑیں گی ۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس طرف سے جتنی بھی تقریریں ہو رہی ہیں ' حکومت کی طرف سے جتنے بھی بیانات دیئے جا رہے ہیں ' ان سے یہ الجھاؤ مزید بڑھتا جا رہا ہے ' تضادات ۔اور بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک دلدل ہے جس کے اندر یہ پھنستے جا رہے ہیں اور یہ جو معاملہ ہے the less said the better.

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام

آفاق کی اس کار گہہ شیشہ گری کا

تو یہ شیشہ گر شیشے کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں بہت دنوں سے۔ These people sitting in that glass house have been throwing stones at others. وہ دوسروں پر پتھر پھینک رہے ہیں۔ وہ یہاں کیچڑ اچھال رہے ہیں ۔ میں اس حکومت کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہوئے لوگ' ان کے لئے ایک کنکری کافی ہے اور آبزرور کی رپورٹ وہ کنکری ثابت ہوئی ہے کہ جس نے اس شیشے کے گھر کو چکنا چور کر دیا ہے and the credibility of the government which was no where to be seen earlier is completely eroded and finished. اور وہ سیریز میں آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ خواجہ قطب صاحب نے فرمایا کہ وزیر اعظم کے assets 1994 میں سوا چھ کروڑ تھے' پھر 1995 میں تین کروڑ ہوگئے پھر شاید سوا کروڑ رہ گئے۔ خواجہ صاحب کیا بات کر رہے ہیں۔ آج وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ جناب والا! خدا وزیر اعظم صاحب کو جزائے خیر دے اور خدا کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا ۔ ایک ایک کروڑ روپے hundred thousand pounds تو وہ رقومات ہیں جو وہ نیکیوں میں ' جو وہ بیماروں کا

بیرون ملک علاج کرنے کے لئے charity کے طور پر دے سکتے ہیں - وہ اس طرح سے دیتے ہیں اور اتنا اچھا طریقہ ہے اس کا کہ ایک ہاتھ سے وہ دیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ کو خبر بھی نہیں ہوتی - یہ ان کی نیکیاں ہیں - خدا ان کو اجر دے - This is the kind of wealth that Mr. Nawaz Sharif possesses. -رحمان ملک صاحب نے ستر ملین ڈالر کا جو الزام لگایا ہے اور یہ رپورٹ لگائی ہے ، پتہ نہیں ظفر اللہ جمالی صاحب نے کیسے ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین- آپ تشریف رکھیں - آج کوئی پوائنٹ ریز نہیں ہونا - باقی ممبروں کو بلا کر لائیں-

(مداخلت)

جناب چیئرمین - حاجی صاحب بیٹھیں - اس طرح نہیں کیا کرتے - باقیوں کو بلا کر لائیں- ممبروں کو بلا کر لائیں-

حاجی جاوید اقبال عباسی- ریکوزیشن انہوں نے کیا ہے انہوں نے کورم پورا کرنا ہے-

جناب چیئرمین- حاجی صاحب! پلیز کوئی کورم کی بات نہیں ہے ، ذرا سارے ممبروں کو بلا کر لائیں-

حاجی جاوید اقبال عباسی- کورم نہیں ہے -

جناب چیئرمین- کورم بالکل ہے - آپ بیٹھیں -

جناب تاج حیدر- جناب والا! بڑی عجیب بات ہے کہ میں نے کچھ نیکیوں کا ذکر کیا تو یہ حضرات واک آؤٹ کر گئے - جیسا کہ میں نے پہلے کہا ، خدا انہیں جزائے خیر دے - ڈالر جس طرح سے بھی آئے اگر کسی اچھی جگہ خرچ کئے گئے تو خدا کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا-

Sir, 70 million dollars were transferred outside the country. This figure is an insult to the wealth and power of Mian Nawaz Sharif.

Mr. Chairman: Please wind up, only one minute is left.

Mr. Taj Haider: Sir, so much of my time has been taken by the interruption.

بہرحال میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ that is the tip of the ice burg اور یہ ice burg اتنا بڑا ice burg ہے کہ اس heavy mandate کے titanic کو it will crash it and it will sink to the bottom of the sea. آپ اس سے نہیں بچ سکتے ۔ جناب والا! حکومت moral authority سے چلتی ہے ۔ آج وزیر اعظم کہتے ہیں کہ ہر آدمی ٹیکس دے ' کس طریقے سے ہر آدمی ٹیکس دے کہ جب اس ملک کا امیرترین انسان ایک سال میں nil tax ادا کرتا ہے ' دوسرے سال 477 روپے ٹیکس ادا کرتا ہے ' تیسرے سال پھر nil tax pay کرتا ہے ۔ کیا moral authority ہے ۔

حزب اختلاف کبھی احتساب سے نہیں بھاگی ۔ حزب اختلاف نے ہر چیز کا سامنا کیا ہے ۔ یہاں پر one sided bills پیش کئے گئے ہیں ' یہاں پر قوانین بنائے گئے ہیں جن کا نشانہ صرف اور صرف اپوزیشن اور اس کے قائد ہیں ۔ ہم نے ان کا سامنا کیا ۔ حزب اختلاف کے لوگ جیلوں میں گئے ۔ حزب اختلاف کے لوگ احتساب بنچوں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں ۔ کیا وزیر اعظم یہ گوارا کریں گے کہ ان کے خلاف بھی اسی طریقے سے کوئی احتساب سیل بنایا جائے ' کیا وزیر اعظم یہ گوارا کریں گے کہ وہ بھی عدالت میں کھڑے ہوں؟ کیا وزیر اعظم یہ گوارا کریں گے کہ جن مراحل سے حزب اختلاف گزر رہی ہے وہ بھی گزریں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو he has no moral authority to rule the country. یہ تمام جو گڑبڑ ہو رہی ہے اور یہ تمام جو erosion ہو رہا ہے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہمارے وزیر اعظم بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی جو حکومت ہے' ان کے جو لوگ ہیں' ان کے اوپر ایک الزام لگایا گیا ہے اور وہ ایک ایسا الزام ہے "پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے"

everybody knows that this is not the whole truth, everybody knows that this is not the whole truth. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔ قاضی محمد انور صاحب' غیر حاضر' مخدوم جاوید ہاشمی صاحب' آپ wind up کریں گے۔ سید قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ: جناب چیئرمین! ایک مثل مشہور ہے کہ "خود آپ اپنے جال میں صیاد آگیا"۔ جو کچھ انہوں نے بنا تھا اپوزیشن کے لئے، جو کچھ investigations باہر کے ملکوں میں یا یہاں اندرون ملک کئے گئے اور کیسز بنائے گئے۔ اب وہ حال ہمارے وزیر اعظم صاحب کا ہے۔ جناب ہم یہاں کچھ بھی کہیں اور یہاں treasury benches کچھ بھی کہیں، آپ یہ دیکھ لیں کہ دنیا کیا کہتی ہے اور دنیا کیا محسوس کرتی ہے۔ جو کچھ Observer میں آیا ہے، اس سے زیادہ لوگ محسوس کر رہے ہیں، پاکستان کے لوگ اس سے کہیں زیادہ محسوس کر رہے ہیں کہ پاکستان میں پاکستان کا وزیر اعظم کیا کر رہا ہے اور کتنے بڑے الزامات لگے ہیں۔ جناب یہ کہا گیا کہ یہ پیپلز پارٹی کا کام ہے اور انہوں نے یہ الزامات گھڑے ہیں ان کے خلاف۔ یہ چند دنوں پہلے کی اخبار "نیشن" ہے جس میں واضح طور پر آیا ہے کہ وزیر اعظم کے خلاف تقریباً 13 الزامات کے بارے میں اس وقت کے Care taker Prime Minister معین قریشی نے آرڈر کیا تھا FIA کو کہ یہ 13 الزامات، اگر میں پڑھوں تو آپ بھی شاید ناراض ہوجائیں کہ یہ کیوں پڑھ رہا ہے یہ ایسے الزامات ہیں، ایسے خطرناک اور دکھی الزامات ہیں کہ آدمی پڑھنے سے بھی قاصر ہے کہ ایسے الزامات اس وقت لگے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی۔ اس وقت پیپلز پارٹی بھی عذاب میں تھی۔ لیکن اس وقت کے وزیر اعظم نے نہ صرف یہ کہ ان الزامات کی تحقیقات کے لئے کہا بلکہ یہ بھی کہا کہ اگلی حکومت یعنی میاں نواز شریف کی حکومت نے ملک کا بھٹہ بٹھادیا، ملک کی اقتصادی حالت خراب کردی ہے۔

اب یہ کہتے ہیں کہ سارا الزام پیپلز پارٹی پر ہے کہ انہوں نے ملک کے نظام کو درہم برہم کیا ہے، یا اقتصادی صورتحال خراب کی ہے۔ آپ نے تو کسر نفسی سے کام لیا تاج حیدر صاحب، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تقریباً تین بلین ڈالر کی خرد برد ہوئی ہے اور رشوت لی گئی ہے یا پیسہ باہر کے ملکوں میں بھیجا گیا ہے۔ اب میں کہتا ہوں جناب کہ اتنے سنگین الزامات ہیں اس کے لئے یہاں سینٹ میں وکیل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ سینٹ میں لاء منسٹر آکر کیوں کہے، کیونکہ یہ الزام صرف حکومت پر نہیں ہے، بلکہ حکومت کے وزیر اعظم صاحب پر ہے، میاں نواز شریف پر ہے۔ ان کو آنا چاہیئے تھا۔ اگر وہ کہتے کہ نہیں میں بے قصور ہوں، تو وہ آکر یہاں اپنی بے قصوری کا ثبوت دیتے اور بتاتے کہ نہیں جی اس کی یہ وجوہات ہیں یا یہ وجوہات نہیں ہیں۔ یہ ثبوت ہیں یہ ثبوت نہیں ہیں۔ وہ تو آتے نہیں ہیں۔

یہاں لاء منسٹر نے کچھ نہیں کہا۔ جو ہمارے Leader of the Opposition نے کہا ان کے جواب میں انہوں نے dilly-dally کی۔ کسی بھی الزام پر وہ direct آئے ہی نہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں، ان کو کیا پتہ کہ جناب میاں نواز شریف نے کس کے through وہاں یہ جائیداد خریدی یا یہ فلیٹس خریدے۔ ان کو کچھ پتہ نہیں۔ اس لئے انہوں نے کچھ کہا ہی نہیں۔ نہ یہاں ہم مطمئن ہیں اور نہ باہر قوم مطمئن ہے، اس لئے سے کہ انہوں نے کیا الزامات لگائے اور ان پر کیا جوابات آئے اور کیا جوابات آ رہے ہیں۔ جناب ہم یہاں جو زبان درازی کر رہے ہیں اس کا کوئی مقصد تو ہونا چاہیئے ۔ ہم جو یہ بات کر رہے ہیں، اس کا مقصد ضرور ہوگا، کیونکہ جب ایسی بات نکلتی ہے ضرور اثر رکھتی ہے۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے۔ یہ پرواز کر کے دنیا تک پہنچ گئی ہے۔ نہ صرف پاکستانی تک پاکستان سے باہر لوگ کیا کیا افسانے سن رہے ہیں۔ ان پر لگے ہوئے الزامات بتا رہے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم الزامات ہیں اور ان کی تحقیقات ہونی چاہیئے۔ ہمیں وزیر صرف اپنے جوابات سے مطمئن کرنا چاہتے ہیں ' اس سے نہ ہم مطمئن ہوں گے نہ قوم مطمئن ہو گی۔ اس کے لئے بالکل investigation ہونی چاہیئے۔ اگر رحمان صاحب کی investigation پر بھروسہ نہیں ہے تو پھر کسی سپریم کورٹ کے جج سے کروانی چاہیئے۔ ایسے ویسے جج صاحبان بھی مقرر نہ کیجئے جیسا کہ سیف الرحمان وغیرہ ہیں بلکہ سپریم کورٹ کے جج ہوں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ کتنا پیسہ گیا ہے اور کتنے پیسے کی ہیرا پھیری ہوئی ہے۔

جناب والا! ہم کوئی مثال نہیں دینا چاہتے ۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں وزیر اعظم پر الزام لگا اور اس نے استعفیٰ دے دیا ۔ اس کی investigation ایک ایجنسی نے کی اور investigation سے پہلے ہی اس نے استعفیٰ دے دیا ' یہاں تو ہم سوچ ہی نہیں سکتے کہ کوئی استعفیٰ دے گا۔

جناب والا! وزیر اعظم کے خلاف ریفرنس الیکشن کمشنر اور احتساب کمشنر کو بھیجے جا چکے ہیں ۔ انہوں نے یہ لاء منسٹری کو بھیج دیئے ہیں اور لاء منسٹری اور وزیر قانون اس پر سو رہے ہیں ۔ اب وہ اس کو سیف الرحمان کے پاس بھیجنا چاہتی ہے ۔ جناب والا! یہ کونسا انصاف ہے کہ جن پر الزام لگے وہی اپنی investigation کرے اور وہی فیصلہ بھی کرے۔ آئین میں تو یہ fundamental rights دیئے گئے ہیں کہ قانون سب کے لئے یکساں ہونا چاہیئے۔ جناب والا! اب تو اتنی ہٹ دھرمی سے کام لیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے خلاف investigation ہونے ہی نہیں دیتے

تو پھر اس کا کیا کیا جائے۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ انصاف ہم گھروں تک پہنچائیں گے تو اس طرح کی کاروائی سے کہاں انصاف گھروں تک پہنچتا ہے ۔ جناب والا! یہ الزامات نہایت serious ہیں ۔ کل رقم جو بتائی گئی ہے وہ بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ یہ تقریباً تین ارب ڈالر ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔ ہم پچھلے ڈیڑھ سال سے IMF سے اڑھائی ارب ڈالر کی رقم لینے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اگر یہ رقم ہمیں واپس مل جائے تو ہمارا سال بھر کا خرچہ نکل سکتا ہے ۔

جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس کی تحقیقات ضرور کروائی جائے اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان سے کروائی جائے اور کوئی ایسا ویسا جج اس کی investigation کے لئے نہ مقرر کیا جائے۔ بہت ہی اہم شخصیات involve ہیں ۔ اس لئے کوئی ایسا ویسا جج یا مجسٹریٹ تو اس کی investigation کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یا تو جو پرانا قانون ہے anti corruption کا' بے شک اس کے تحت ہو۔ اگر investigation اس کے تحت ہوتی ہے ' ان کے خلاف تو پھر جو پہلے investigation ہو چکی ہے opposition کے خلاف ' وہ بھی اسی anti-corruption کے طریقے سے ہو اور جو regular courts ہیں ان میں جائیں اور وہ فیصلہ کریں کہ کون مجرم ہے اور کون نہیں؛ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ انور کمال مروت صاحب۔ غیر حاضر ۔ تہمینہ دولتانہ صاحبہ ۔ غیر حاضر۔ شیخ رفیق احمد ' غیر حاضر۔ غلام قادر چانڈیو صاحب۔

جناب غلام قادر چانڈیو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! Observer اخبار کی رپورٹ پر یہاں بحث جاری ہے اور مجھے بڑا دکھ اور افسوس ہو رہا ہے گورنمنٹ پر کہ یہاں قول اور فعل میں کتنا واضح فرق ہے۔ لوگوں نے یہاں پر کہا کہ ہم نے اس discussion کو welcome کیا ہے۔ میں آپ کے through اور اس ایوان کے through گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس discussion کے بارے میں اتنے سنجیدہ تھے تو پھر آپ نیشنل اسمبلی سے کیوں بھاگے۔ دس روز سے وہاں سے کیوں بھاگ رہے ہیں۔ وہاں تو آپ کی majority تھی۔ وہاں پر کوئی discussion نہیں ہوئی۔ یہاں پر ہماری majority ہے ۔ اس لئے یہاں پر یہ مجبور ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے ان کے حالات۔ ابھی جتنے

ان کے سینیٹر صاحبان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کتنے اس ملک کے ساتھ ایماندار ہیں۔ رہی بات کہ الزامات ان کے اوپر لگے ہیں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان الزامات سے بری قرار دیں۔ اس طرح سے نہیں جس طرح سے ہمارے خالد انور صاحب نے یہاں پر بڑا اچھا defend کیا ۔ مجھے تو افسوس بھی ہو رہا تھا۔ تعجب بھی ہو رہا تھا کہ وہ وہاں کی نمائندگی کر رہا تھا یا ہماری طرف سے نمائندگی کر رہا تھا۔ سندھی میں کہاوت ہے کہ چور آزاد ہو جاتا ہے اور جس کا وہ defence کر رہا ہے اس کو جیل میں ڈال دیتا ہے ۔ جتنے بھی الزامات ہمارے پرائم منسٹر صاحب کے اوپر لگے ۔اس کا اس نے ایک بھی جواب نہیں دیا۔ یہ نہیں ہے کہ FIR میں رحمان ملک نے الزامات لگائے ہیں۔ اس پر یہ کہا گیا کہ وہ Lt. General تھا یا IJI کا کوئی بندہ تھا یا پھر پرائم منسٹر کے چھ بھائی ہیں۔ ان دلائل سے کم از کم یہ ایوان یا ہماری قوم مطمئن نہیں ہو گی۔ کم از کم جن پانچ باتوں کا جواب مانگا گیا تھا ان کا تو جواب دیتے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا وزیراعظم corruption کے الزامات میں اتنا گر گیا ہے کہ اب ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ یہاں پر پریس اور قوم کو بتائیں کہ یہ ملک کے حالات ہیں ۔ اگر قوم کا پرائم منسٹر corruption میں involve ہو تو یہ ملک پھر کیسے چل سکے گا۔ ویسے تو وہ بھی قول و فعل کے پکے ہیں۔ Emergency کو نافذ کیا۔ اس کا کیا ہوا؟ کالا باغ ڈیم کا issue اس نے لیا۔ اس کا کیا ہوا؟ پھر CTBT کو دیکھیں کہ کتنے دن ہم یہاں بیٹھے رہے ۔ اس پر بھی کوئی واضح بیان یا پالیسی ظاہر نہیں ہوئی۔ Foreign Currency کا دیکھیں۔ اس نے کیا حال کر دیا۔ اتنا بڑا یہ قوم کا defaulter ہے۔ میں اس سے صرف یہ سوال پوچھتا ہوں کہ آپ بار بار تقریروں میں کہتے ہیں کہ ہم نے ایٹمی دھماکہ کر دیا، یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ اب قوم گھاس کھائے ۔سب کچھ کرے۔ مجھے آپ بتائیں کہ آپ نے قوم کو کیا دیا ہے ابھی تک ۔ آپ اب بھی قوم کو کھا رہے ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو جب برسر اقتدار آئے تھے تو انہوں نے اپنی زرعی زمین غریب ہاریوں میں تقسیم کی تھی اور یہ وزیر اعظم ۸۸ میں جب پاور میں آیا تھا تب اتفاق کا ایک یونٹ تھا تو اب ماشاء اللہ ترقی کر کے تیس یونٹ تک پہنچ چکا ہے۔

کسی دوست نے یہاں پر ایک بات کی تھی کہ بھٹو صاحب نے کسی سے معافی مانگی تھی ۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ بھٹو اگر معافی مانگتا تو وہ پھانسی پر کبھی نہ چڑھتا۔ اس نے

پھانسی کو چوما اور اس صدی کا سقراط ہو گیا۔ کبھی ظالم کے آگے نہ جھکا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے کسی سے معافی مانگی تھی ، سوال ہی پیدا نہیں ہو تا ۔ مگر جناب بات یہاں پر یہ ہے کہ آپ لوگوں پر بڑے بڑے الزامات لگ چکے ہیں، ہمارے اوپر بھی الزامات تھے۔ ۹۰ سے لیکر ۹۳ تک اور اب بھی الزامات چل رہے ہیں۔ ہمارے کیسز سارے عدالتوں میں ہیں۔ ہم ان کو face کر رہے ہیں۔ ۹۰ سے لیکر ۹۳ تک ہم نے مختلف کیسوں کا سامنا کیا۔ وہاں سے ہمیں انصاف ملا۔ اب جب ان کے اوپر اتنے الزامات لگ چکے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو عدالتوں میں پیش کریں کہ ہمارے اوپر یہ الزامات ہیں اور پھرعدالتوں کا کام ہے کہ اس مسئلے کو وہ ایک نہ ایک طرف ضرور کریں گے۔

میں اب یہاں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہ ہونا چاہیئے کہ عدالتوں میں جا کر جتنے الزامات لگائے گئے ہیں ان کو یہ اس طرح سے face کریں جس طرح سے ہم face کر رہے ہیں۔ احتساب ایکٹ صرف ہمارے لئے بنایا گیا ہے ؟ کیوں؟ یہاں پر دو قانون کیوں ہیں۔ یہاں دو قانون نہیں ہونے چاہئیں۔ قانون سب کے لئے ایک ہونا چاہیئے۔

میں آخر میں یہ التجا کروں گا کہ یہ قوم دیکھ رہی ہے کہ اس طرح سے اگر کرپشن ہو گی تو پھر اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب چیئرمین: جاوید ہاشمی صاحب۔ He is the last Speaker.

سید اقبال حیدر : جناب میرا نام بھی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں کوئی نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : رضا اور میں دونوں باقی رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: لسٹ میں تو نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب بالکل نام ہے ۔

جناب چیئرمین: چلیں بات کریں ۔ میرے خیال میں آپ میں سے ایک کرے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب میرے خیال میں ایسے کریں کہ ہم سب کر لیتے ہیں اور رضا کل wind up کرلیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، کل نہیں۔ I want to finish it today تا کہ اور جو چیزیں ہیں، عالی صاحب کا مسئلہ ہے۔ Please finish it today.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جناب ابھی آٹھ بج رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نو بجے تک تو کر لیں ۔ آپ شکایت کرتے ہیں کہ جی ہم بات کرتے ہیں سنتا کوئی نہیں ۔ اب میں بیٹھا ہوں ، ہاؤس بیٹھا ہے، قوم سن رہی ہے اور آپ کہتے ہیں وقت نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں آپ کو کہہ رہا ہوں جناب کہ ہم دونوں بات کر لیتے ہیں۔ ہمیں کرتے کرتے ساڑھے آٹھ تو بج جائیں گے۔

Mr. Chairman : Let us do it. We are here.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب wind up کر لیں۔ میں اور اقبال حیدر صاحب ہم دونوں بات کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں تو کہتا ہوں کہ ہم بیٹھے ہیں ۔ اب وقت ہے ۔ قوم کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے۔ let us finish.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب وہ ایم کیو ایم پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو اسے بھی لے آئیں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نو بجے تک بہت ٹائم ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب چیئرمین۔ یہ احتساب۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ۔ آپ کی ابھی تقریر رہتی ہے ؟

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : میری رہتی ہے جناب۔

جناب چیئرمین: آپ کی تقریر نہیں ہوئی ابھی ۔ تو کیا وجہ ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : نام ہی میں نے دیئے ہیں اب میرا ہی نام نہیں ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ کرلیں صفدر صاحب اگر آپ نے نہیں کی تو۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب جب یہ احتساب ایکٹ پاس ہو رہا تھا تو ہماری طرف سے ان خدشات کا اظہار کیا گیا کہ اس ایکٹ کو اپوزیشن کے خلاف استعمال کیا جائے گا لیکن اس وقت ہمیں یہ بتایا گیا خالد انور صاحب کی جانب سے۔ ان کی تقریر میرے سامنے ہے جب پہلا احتساب ordinance آیا جناب فاروق لغاری کی caretaker حکومت کے دوران ' تو انہوں نے ٹائم پیریڈ جو رکھا ۸۵ کا کہ احتساب کا process ۸۵ سے شروع ہو گا اور ۹۶ تک چلے گا۔

میاں رضا ربانی : جناب راجہ صاحب سے میں نے بات کی ہے

I will wind up tomorrow in the morning and Makhdoom Javed Hashmi Sahib will wind up from the Government side in the morning. I would not take more than 20 minutes and I think he will take about the same time. So, first thing in the morning we will wind up.

Mr. Chairman: O.K. This is what you have agreed upon. My preference would have been

کہ وقت بھی ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I don't want to say it on the floor but I will explain this to Raja Sahib. You are caught up in something else. So, we will do this.

Mr. Chairman: O.K. Let us finish the other speakers today. So, no other speaker will be allowed tomorrow except the two honourable members who have been named above.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Yes, Sir.

(interruption)

Mian Raza Rabbani: Sir, the only thing I would add here is that if

Khattak Sahib is here and he wants to wind up then I would not speak, Khattak Sahib would wind up.

جناب چیئرمین-جی'

ڈاکٹر صفدر علی عباسی-جناب چیئرمین ! پہلا ordinance آتا ہے اور ۸۵ء سے احتساب شروع کرنے کے لئے کہا جاتا ہے لیکن ہمیں خالد انور صاحب کی طرف سے یہ بتایا گیا کہ ہم ۸۵ء کا پرویژن ختم کر دیتے ہیں اور ہم ۹۰ء پر آجاتے ہیں اور ۹۰ء سے لیکر ۹۳ء تک میاں نواز شریف کا ایک دور اور ۹۳ء سے لیکر ۹۶ء تک محترمہ بے نظیر بھٹو کا ایک دور ' ایک پیپلز پارٹی کا دور ' ایک مسلم لیگ کا دور ' دونوں کو ہم encompass کر لیں اور اس دوران جو maladministration ہوئی ' جو کرپشن ہوئی اس کا ہم احتساب کریں گے۔ اس کے لئے انہوں نے باقاعدہ ایک پروسیجر بنایا۔ ہم نے اس وقت یہ کہا کہ ۸۵ء سے لیکر ۹۰ء تک میاں نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے اور اس دوران انہوں نے ہزاروں پلاٹ الاٹ کیے۔اس دوران انہوں نے سارے رولز کو relax کرکے 40/45 لوگوں کو تھانیدار بنایا۔ان کو تحصیلدار بنایا۔ اس دوران ان کی ملکیت زمین سے اڑ کر آسمان پر پہنچ گئی تو ہم نے کہا کہ اس کو include کریں۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ نہیں جی ' ہم اس دور کو باہر نکالتے ہیں۔۹۰ء سے ۹۳ء اور ۹۳ء سے لیکر ۹۶ء تک آپ اپنے آپ کو confine کریں لیکن جناب آج کیا ہو رہا ہے ۔ آج یہ ہو رہا ہے کہ ۹۰ء سے لیکر ۹۳ء کے دوران وزیر اعظم نواز شریف کے اوپر جو بھی الزامات تھے۔اس کے لئے ٹوٹل احتساب ایکٹ خاموش ہو گیا ۔ اس وقت بھی احتساب کمیشن کے پاس سات سے لیکر دس تک کیسز میاں نواز شریف کے خلاف lodged ہیں۔ لیکن احتساب کمیشن والے یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان کیسز کا میں کیا کروں۔ کیا ان کیسز کو میں احتساب سیل کے پاس بھیجوں ۔جہاں پر حکومت کا ایک سینیٹر ان کو انویسٹی گیٹ کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہے ۔لاءمنسٹری سے انہوں نے پوچھا تو وہاں سے کوئی جواب نہیں ہے ۔ سوال یہ ہے کہ جب ہمیں یہ موقع ہی نہیں دیا جا رہا ' حالانکہ وہ گورنمنٹ میں ہیں۔ investigation authority ان کے پاس ہیں ۔ احتساب کا قانون ان کا بنایا ہوا ہے ۔ احتساب کمیشن کی appointment انہوں نے کرنی ہے ۔احتساب سیل کا چیئرمین ان کا سینیٹر ہے لیکن اس کے باوجود بھی احتساب کے قانون کو پس پشت رکھ کر میاں نواز شریف کے خلاف

کوئی investigation نہیں ہونے دی جا رہی ہے ۔ تمام investigations روک دی گئی ہیں۔ اگر رحمٰن ملک خراب یا برا آدمی ہے ۔ ایک former ADIG اگر صدر صاحب کو کوئی رپورٹ بھیجتا ہے تو صدر صاحب کہتے ہیں کہ اس رپورٹ کو تو بالکل الگ رکھو ۔ وہ گندا بندہ ہے ۔ جناب وہ بندہ تو آپ کے مظالم کی وجہ سے دو سال تک جیل میں رہا ' آپ نے دو سال اس کی investigation کی' اس کو سپریم کورٹ نے bail پر رہا کیاتو ایک آدمی جب کوئی رپورٹ lodge کرتا ہے تو آپ اس کو بالکل سرد خانے میں ڈال دیں ۔ اس لئے کہ اس میں وزیر اعظم پر الزامات ہیں۔ جناب مجھے گورنمنٹ یہ بتائے کہ ہم کونسا طریقہ اختیار کریں ۔ وہ بتائیں ۔ جس سے ۹۰ء سے ۹۳ء کے دور کو جو ان کے احتساب قانون کے مطابق اس میں شامل ہے ' ہم include کریں۔ جناب اب میں آبزرور کی رپورٹ پر آتا ہوں۔ جو شاید کچھ دوستوں نے ابھی تک پڑھی نہیں ہے جو defence کے لئے اٹھتے ہیں۔ آبزرور کی رپورٹ actually کہتی کیا ہے ؟ جناب فلیٹ کے بارے میں آبزرور میں لکھا ہے کہ

Family of the Prime Minister

His family's assets include 4 Mayfair flats worth more than 3 million pounds which Investigators's claim were never revealed to the Tax Authorities.

جناب یہ ایک direct الزام ہے اور ان فلیٹ پر میں بعد میں آؤں گا ۔ پہلے میں default کے بارے میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ default کے بارے میں یہ رپورٹ کیا کہتی ہے ۔

"The Sharif family's wealth was built around Ittefaq Foundary a Company established by the Prime Minister's father, Mian Muhammad Sharif. It struggled and had real money when General Zia-ul-Haq, a military dictator, returned a nationalized foundary to the family. At the same time , Sharif was made Finance Minister, Punjab. He later became the provincial Chief Minister, then Prime Minister. It expanded at astonishing rate. During his period in office, the family holding Company became one of the country biggest Private Industrial Empires with 30 factories producing Steel, Sugar Paper, and Textile Mills. It expanded so rapidly because Sharif abused his position to approve billions of rupees of loans

from public sector banks".

جناب ، میں آپ کو صرف تین examples ان کے loan acquirings کے بارے میں دیتا ہوں - سرتاج صاحب بیٹھے ہیں، یہ اس وقت فنانس منسٹر تھے - تین مثالیں دوں گا کہ کس طرح شریف فیملی loan acquiring کرتی تھی - پہلی مثال مسلم کمرشل بنک کی ہے اور اس کی اگر آپ چاہیں تو میرے پاس باقاعدہ فوٹو کاپی موجود ہے - اس میں کیا ہوتا ہے - اس میں ایک اتفاق شوگرمل کا اکاؤنٹ کھلتا ہے - ۱۹ اگست ۱۹۹۱ء کو ' اس میں اسی تاریخ کو جبکہ مسلم کمرشل بنک پرائیویٹائیز تازہ تازہ ہوا تھا۔ Was it a pay of اس میں 15 کروڑ روپے کریڈٹ ہوتے ہیں اور ۲۰ تاریخ کو یہ لاہور چلے جاتے ہیں - اسی روز برگر شوگر مل کا اکاؤنٹ مسلم کمرشل بنک مین برانچ میں کھلتا ہے - ۱۹ اگست ۱۹۹۱ء کو اس میں اس دن 15 کروڑ کریڈٹ ہوتے ہیں اور اسی دن 15 کروڑ نکل کر لاہور چلے جاتے ہیں - کوئی اس میں مینجر کی منظوری ' کوئی قاعدہ قانون ' کوئی منظوری ' کوئی اے وی پی کی منظوری ' کوئی بورڈ آف ڈائریکٹر کی منظوری کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دن میں اکاؤنٹ کھولو ،پیسے کریڈٹ کرو اور اٹھا کر لے جاؤ اور آج تک یہ loan adjust نہیں ہوا -

دوسری مثال یہ ہے - حبیب بنک ایمپریس روڈ برانچ ' اس میں اتفاق فاؤنڈری کا اکاؤنٹ ہے۔ جس میں ان کو ۶ کروڑ کی سہولت دی جاتی ہے - ایک دن کے یعنی ۱۹ اگست ۱۹۹۱ء کو ہی اس کو convert کرکے ۱۴ کروڑ میں کیا جاتا ہے - اس میں ایک دن کے اندر بنک زونل آفس ' provincial headquarter اور بورڈ آف ڈائریکٹر اس کی درخواست کو منظور کردیتا ہے - اور چھ کروڑ کو چودہ کروڑ کر دو - جناب یہاں خالد انور صاحب نے کھڑے ہوکر بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ میاں نواز شریف 1994ء سے پہلے he was not a defaulter - میرے پاس یہ اس وقت نیشنل بنک کا suit ہے - واپڈا ہاؤس لاہور برانچ کا اتفاق فاؤنڈری کا اکاؤنٹ نمبر CC33 ہے - یہ بھی نوٹ کرلیں - اس کے اندر جناب ' dealing کی اتفاق فونڈری نے ' ان کی کل کیش پر جو سہولت ملتی تھی ۸۱ء سے پہلے جب تک وہ پنجاب کے چیف منسٹر نہیں بنے تھے - ایک کروڑ روپے کی تھی -

جناب چیئرمین-اب wind up کریں -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب میرا خیال ہے مجھے وقت دے دیں - میں بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں -

(مداخلت)

جناب چیئرمین- چلیں دو تین منٹ لے لیں - جلدی ختم کریں -

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - میں جناب اسی پر ہوں - جب وہ چیف منسٹر بنتے ہیں cash facility کو convert کرتے ہیں ایک کروڑ کی سہولت ہے اس کو convert کیا جاتا ہے بیس کروڑ کی سہولت میں - when he was Chief Minister of Punjab ۱۲-۲-85 کو اور ۸۸ء میں جب آتے ہیں تو he defaults on his account اور اس بیس کروڑ کو کیا ہوتا ہے یہ مارک اپ جو ہوتا ہے he is not in a position to pay the markup مارک اپ approve ہوتا ہے۔ بیس کروڑ کی facility ہے ' وہ اٹھائیس کروڑ بنتی ہے۔ پھر کیا کرتے ہیں' یہ جاتے ہیں بینک کے پاس' کہتے ہیں کہ ہم اٹھائیس کروڑ نہیں دے سکتے - آپ اس کیش facility کو demand finance یعنی long term loan میں convert کرو اور ان سے منظور کرواتے ہیں - نیشنل بینک ان کو منظور کر کے دیتا ہے when he is the Prime Minister کہ جی یہ long term loan ہے اور اس کی payment کا طریقہ دیکھیں جناب کہا یہ جاتا ہے کہ ہم 92 میں یہ payment شروع کریں گے اور دس سال میں یہ payment کریں گے - Sir, he was a defaulter in 1988 میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں - خالد انور صاحب یہاں آئیں- میں ان کو نگر دے سکتا ہوں - وہ کھڑے ہو کر کس طرح کہتے ہیں کہ 94میں میاں صاحب ڈیفالٹر نہیں تھے۔He was a defaulter of 28 crores from the National Bank of Pakistan, WAPDA House, Branch میرے پاس یہ ان کے سوٹس ہیں نیشنل بینک کے داخل کئے ہوئے ہیں- نگر سمیت میں ثابت کر سکتا ہوں ان کے ساتھ - جناب اس طریقے سے جب آپ لون لیں گے تو پھر جناب ٹائم نہیں روک سکے گا آپ کو - ٹائم آپ کو کبھی بھی نہیں روک سکے گا - ٹائم جا رہا ہے - ٹائم نہیں رکے گا کبھی بھی - میری بات سنیں جناب - پھر اسی اکاؤنٹ میں یہ ایک طرف demand finance facility create ہو چکی ہے -

جناب چیئرمین ۔ نہیں آپ "آبزرور" کی رپورٹ پر تو نہیں آپ تو کوئی علیحدہ مقدمہ شروع کر رہے ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب OBSERVER has said ان کو ہی quote کیا ہے اور پھر میں بتا رہا ہوں آپ کو کہ کس طرح trap ہوا ہے بینک ۔ They trapped, the national commercialized banks in Pakistan, during all this period from 85 to 93 یہ کس طرح بنے ہیں جناب ۔ یہ کسی طرح اتنے بڑے یونٹ لگے ہیں ۔ اتفاق کا الزام ہے ۔ میرے پاس ثبوت ہے ۔ آگے چلیں جناب ۔اسی اس میں یہ ایک طرف ہو گیا جی 28 کروڑ کی facility مل گئی ۔اب جناب اس میں طرم خانی یہ کہ جب ان کو دوبارہ پیسے کی ضرورت ہوتی ہے they go again to the same banks اور اس میں 14-9-1991 کو اٹھائیس کروڑ کی ڈیفالٹ ہو گئی ہے ۔ 14-9-1991 کو یہ جناب دس کروڑ مزید لیتے ہیں ۔ اس سے زیادہ جناب بینک کا ڈیفالٹر کیا ہوتا ہے ۔یہ جو billions کے جارہے ہیں" آبزرور" میں اور کیا ہوتا ہے جناب اور یہ کہتے ہیں ڈیفالٹر نہیں یہ کہتے ہیں جی کہ اب میاں صاحب نے settle کر لیا ہے ۔ میرے پاس جناب سٹیٹ بینک کی رپورٹ ہے مارچ 31، 1998ء کی ۔ اس میں اتفاق فونڈری دو ارب کی ڈیفالٹر ہے جناب ۔ اس رپورٹ کو سرتاج صاحب دیکھنا چاہیں تو آپ دیکھ لیں ۔ یہ دو ارب کی ڈیفالٹر ہے اور یہاں خالد انور صاحب کھڑے ہو کر mis-lead کرتے ہیں اس ہاؤس کو کہ میاں صاحب کے پاس 77 کروڑ سے زیادہ کی default نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اب وائنڈ اپ کر لیں جی پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ۔ صفدر عباسی صاحب پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔جناب میری بات تو سنیں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں بات سنیں ۔ دیکھیں ایک اصول طے ہو چکا ہے ۔ I have given everybody ten minutes اگر میں یہی کرتا تو پھر میں ہر ایک کو زیادہ ٹائم دیتا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ دیکھیں میری بات سنیں this is a dynamite

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔ I am telling you لیکن آپ کے باقی سپیکر پچاس

بول چکے ہیں آخر یہی باتیں ہوتی رہی ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب نہیں، میری بالکل نئی باتیں ہیں ۔ یہ باتیں کسی نے نہیں کی ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں دس کے بجائے پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ۔

You started it at 8'oclock according to my......

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب تھوڑا سا وقت دیں اور ۔

جناب چیئرمین ۔ کتنے منٹ ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ میں نے دس منٹ ابھی لیے ہیں بارہ منٹ ہوئے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ پندرہ منٹ ہو چکے ہیں ۔ میں نے اپنی گھڑی کے مطابق آٹھ بجے شروع کیا ہے ۔ اب سوا آٹھ ہو گئے ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ میں نے بڑے تحمل سے آپ کے ساتھ co-operate کیا ہے۔ مجھے آپ تھوڑا سا وقت اور دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ two minutes more صفدر صاحب پلیز ۔ ایک اصول طے ہوا ہے ۔ آپ دو منٹ اور لے لیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ Mayfair flats کے بارے میں it alleges that.... observer

Mr. Chairman: You will further confuse the chair.

Dr. Safdar Ali Abbasi: It includes that Four Mayfair flats worth more than 3million pounds which investigators claim were never revealed to the tax authorities.

جناب چیئرمین ۔ یہ بات ہو چکی ہے already ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ بات سنیں تو سہی جناب ۔ میری بات جو یہاں ہو رہی ہے

کسی سپیکر نے نہیں کی ہو گی ۔ میں دعوئی سے کہتا ہوں ۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں ۔ میری جو بات ہو گی ۔ وہ بالکل نہیں ہوئی ہو گی ۔

جناب چیئرمین ۔ چلیں وائنڈ اپ کر لیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ میری بات جو ہو گی ۔ کسی سپیکر نے یہ بات نہیں کی ہو گی ۔ وہ بولنے نہیں دے رہے میں کیا کروں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں جی میں کیا کروں ۔ دس منٹ سے پندرہ منٹ آپ کو دے دیئے ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ میری بات تو سنیں جناب ۔ میں نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے ۔ The report claims یہ "آبزرور" کہہ رہا ہے جناب۔

"Mr. Sharif benefits from the use of four luxury flats in Avenfield House of London Parklane which were bought through a complex series of deals on his last visit to Britain three weeks ago, Sharif held a press conference at one of the flats, number 17"

جناب اس کے مطابق نمبر 17 کے occupant میاں نواز شریف ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ تو admit کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جی admit کرتے ہیں ۔

Mr. Chairman: He has never concealed it.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ ان کو منع کریں جناب ۔ Do you say that sir.

Mr. Chairman: I am not saying this. Khalid Anwar said that he is living there.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ صحیح بات ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ کہا تھا کہ ownership ان کی نہیں ہے ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - میں اسی پر آ رہا ہوں - جب 17 نمبر ان کا ہے جناب - سترہ کا title 'D' یہ جناب Observer کی رپورٹ کس پر base کرتی ہے - This is the 7 field house Parklane, 17 coincidence ذرا ملاحظہ کریں 17 کا جناب ٹائٹل ہولڈر ہے -

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب 17 کی Nescal Limited اب یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک ہے، میں ان سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ Nescal Limited کو تو انہوں نے ایگری کر لیا 17-A پر آئیں جناب اس کا ٹائیٹل ہولڈر ہے Nescal Limited اگر 17 ان کا ہے تو 17-A بھی ان کا ہے - یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک کمپنی کے نام فلیٹ ہو British Virgin Island Co. Offshore Company ہو ایک فلیٹ ہو، ایک کمپنی کے نام وہ تو میاں صاحب کی ہو گئی دوسری یہ کہتے ہیں کہ ہماری نہیں ہے - آگے آئیں جناب، 16 اور 16-A سن لیں 16 پر آئیں-

جناب چیئرمین - صرف ایک منٹ اور جی صرف ایک منٹ جی

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - میں ختم کر رہا ہوں 16 Avenfield House نام جناب ٹائیٹل again an Offshore Company British Vergin Island, Leevson Enterprises Ltd, 16-A again Leevson Enterprises Ltd. لیکن جناب چاروں کی جب آپ care of دیکھیں گے تو وہ Leevson Enterprises Ltd اور Nescal ہیں جناب جو کیئر آف جو ان کا وہاں solicitor ہے وہ ہے M/s Tip Luckton Scobhead. He is solicitor for 16, 16A, 17, 17A. The question is sir کہ جب ایک کو مانتے ہیں، اسی نام میں دوسرا فلیٹ ہے، اس کو نہیں مانتے - چاروں کا solicitor ایک ہے care of ایک ہے کس طرح انکار کر سکتے ہیں آپ کہ فلیٹ ان کے نہیں ہیں - انہوں نے یہ فلیٹ کیوں نہیں دکھایا اپنے tax returns میں، کیوں نہیں دکھایا، سن لیں میری بات- جناب میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں جی-

جناب چیئرمین - بیس منٹ ہو گئے ہیں جی شکریہ جی -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب یہ تو ایسی چیز ہے -

جناب چیئرمین - جب ایک بات طے ہو چکی ہے -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ میری بات سنیں کہ یہ رپورٹ سب کی سب dynamized ہے ۔ میاں نواز شریف کو سامنے آنا پڑے گا He has to come to this House, explain his position نہیں تو وہ جس طرح سیف الرحمان ہماری investigation کر رہا ہے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس کی investigation کریں اور یہ ثابت کریں کہ یہ **** ہے یہ ***** ہے انہوں نے اس ملک کو لوٹ کر، کھا کر تباہ و برباد کر دیا ہے ۔وہ کسی بھی چیز کی investigation ہونے دینے کو تیار نہیں ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ ***** اور ***** کے لفظ expunge کریں جی ۔

جناب چیئرمین ۔ ہاں جی ' The word **** and **** is expunged. اچھا now there are no other speakers کل اب رضا ربانی صاحب یا ان کی جگہ ' جس طرح کہہ رہے تھے اجمل خٹک صاحب وہ بات کریں گے ' ایک منٹ جی ایک منٹ ۔ اس طرف سے مخدوم جاوید ہاشمی بات کریں گے ۔اب عالی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ۔ جی عالی صاحب ۔ I have promised him جی جناب عالی صاحب ۔

POINTS OF ORDER

ڈاکٹر جمیل الدین عالی ۔ جناب والا! میں صرف آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا تھا کہ پرسوں بھی کراچی میں نو آدمی مارے گئے اور کل جب کہ ایوان زیریں اس خاص موضوع پر تمام رولز کو suspend کرتے ہوئے آپ کے محترم دوست الہیٰ بخش سومرو صاحب اور کیپٹن حلیم صدیقی حکومت کی طرف سے تیار ہو گئے تھے بلکہ وہ رونے لگے تھے کہ بحث ہونی چاہیئے ۔ جب وہ اس وقت بحث کر رہے تھے جناب ' کراچی کی situation پر تو اس کے بعد سے گیارہ آدمیوں کی موت کی اطلاع آج صبح کے اخبارات میں چھپی ہے۔ آپ کی خدمت میں دکھانے کو " جنگ " اخبار لایا ہوں جو سب نے پڑھا ہو گا ۔جناب یہ مسئلہ بہت پرانا ہے ۔ میں اس بحث پر اپنے خیال کا کیا اظہار ظاہر کروں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دو ایوانوں

---

*{The words **** and **** are expunged with the orders of the Chairman}.*

ایوانوں کے ہوتے ہوئے اور جو موضوع پر بحث ہو رہی ہے میں نے تو اس پر بولنے کے لئے نام نہیں دیا آپ نے وہ اہم قرار دیا' لوگوں نے اہم قرار دیا کچھ فلیٹوں کا ذکر ہے ایک طرف فلیٹ ہیں چار جن کی ownership کا پتا نہیں ہے اور ایک طرف انسان کی جان پر جان کراچی میں چلی جاتی ہے جب کہ انسان کی قیمت چار نہیں چار ہزار چار لاکھ فلیٹ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جناب ایک انسان کی قیمت کوئی ہوتی ہی نہیں according to Quran according to anybody, I think ایک آدمی کی جان ہر چیز سے بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ، حضور سے ایک code of ethics حدیث منسوب ہے کہ کعبہ بہت محترم ترین چیز ہے لیکن انسان کی جان کعبہ سے بھی زیادہ محترم ہے۔ جناب ! وہ جانیں ایک کے بعد ایک جا رہی ہیں اور ہم اس کو routine سمجھ کر رہے ہیں۔ routine کا ترجمہ جناب میں نے ڈکشنریاں دیکھ کر "کار عادی" کیا ہے ۔ آپ routine سمجھے چلے جاتے ہیں کہ کراچی میں لوگ مرتے رہیں ۔ کچھ تاج حیدر صاحب اپنا شعر کہہ کر بول دیں گے اور کچھ میں بول دوں گا ۔ بات ختم ہو جائے گی ۔

جناب والا! دو منتخب ایوان ہیں ۔جناب والا ! آپ کی اس ایوان کے اندر قیادت ہے۔ آپ ہمارے محترم ہیں ۔ ادھر الٰہی بخش سومرو صاحب ہیں اور بہت سارے صاحبان ہیں۔ یہ سب مل بیٹھ کر فیصلہ یا کچھ طے کر سکتے ہیں کہ کراچی کی صورتحال کا کیا کیا جائے۔ ایک دفعہ شجاعت صاحب بیان دے دیتے ہیں ۔ کچھ ایم کیو ایم کے لوگ ادھر آ کر شور مچا لیتے ہیں' رو لیتے ہیں ،سر پیٹ لیتے ہیں ۔ ڈاکٹر نشاط ملک صاحب ہیں۔ کل انہوں نے کہا کہ کراچی کو کینسر ہو گیا ہے اور کسی نے ان کو چیلنج نہیں کیا اور شاید یہ ہو چکا ہے۔ جناب کینسر کا کوئی علاج یہ دونوں محترم ایوان کریں اور خاص طور پر جس ایوان میں خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے میں اس طرح پھینک دیا گیا ہوں ، وہ کرے ۔ نہ کوئی میری پارٹی ہے اور نہ کوئی میرا ساتھی ہے ، نہ عمر میرا ساتھ دیتی ہے کہ میں اس طرح چیخوں کیونکہ یہاں تو گلے کی آزمائش بھی ہونے لگی ہے ۔ ایوان بالا میں ، میں نے پہلے نہیں سنا تھا کہ یہ چیز ہوتی تھی ۔

جناب والا! اسی ایوان کے دانشور ڈاکٹر جاوید اقبال یہاں بیٹھتے ہیں یا سرتاج عزیز صاحب بیٹھتے ہیں یا ہمارے تاج حیدر صاحب ، اقبال حیدر صاحب ، جناب راشدی صاحب اور اعتزاز احسن صاحب جو intellectual ہیں ، یہی مل کر اس مسئلہ کا حل نکالیں ۔ جناب یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ جناب میں تو انسانیت پارٹی کی طرف سے بول رہا ہوں ۔میری کوئی پارٹی نہیں ہے ۔جناب

والا! کم از کم یہی کر دیں کہ آپ کی اجازت سے یا آپ move کر دیں ۔ آپ کو اس سے کوئی چیز نہیں روکتی ۔

ضوابط کو نہ آنے دیں احساس مروت کو کچل دیں

علامہ اقبال کے تصرف سے میں یہ کہتا ہوں ۔ آپ propose کر سکتے ہیں کہ کراچی کے لئے ایک امن کمیشن بننا چاہیئے ۔ اس میں ہر پارٹی کے آدمی ہوں یا آپ جیسے بھی کریں ۔ I am not going into details. لیکن جناب کوئی تو کراچی کے سوا کروڑ آدمیوں کو امید دلانی چاہیئے اور ان سے متعلق تیرہ کروڑ انسانوں کو پاکستان کے کہ کوئی حل نکلنے کی امید ہے یا اس طرح ہی چلے گا۔ کچھ ایجنسیوں پر الزام لگائے جاتے ہیں ، کوئی کسی پر الزام لگاتا ہے ، جوابی الزام لگتے ہیں ، نہیں بھی لگتے ۔ اب تو کل پرسوں سے جوابی الزام بھی نہیں لگ رہے ہیں ۔ صرف موتیں ہو رہی ہیں اور ان کی رپورٹیں ہو رہی ہیں ۔ گاڑیاں جلائی جا رہی ہیں اور ان کی رپورٹ ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ۔ آپ اس ملک کی ایک بڑی شخصیت ہیں۔ اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ضوابط کو ایک طرف رکھ کر کچھ تو سوچیں ، جناب کچھ تو کریں ۔ آپ اس منزل سے گزر جائیں گے لیکن تاریخ آپ کو معاف نہیں کرے گی ۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ تاریخ کی پروا نہ کریں ۔ .What is history ہم تو نہیں ہوں گے ۔ ہمیں کیا پروا ہے ۔ وہ ایک الگ بات ہے اور اگر ایسا ہے تو وہ ایک بری بات ہے ، اگر یہ ایوان بھی سوچے تو میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ، راجہ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ، سرتاج عزیز صاحب تشریف رکھتے ہیں اور میں نے نائب حزب اختلاف جناب میاں رضا ربانی صاحب سے درخواست کی تھی ، انہوں نے اجازت دی تھی کہ آپ بات کر لیجئے گا اور ان کی جگہ تاج حیدر بات کر سکتے ہیں کہ اس ایوان میں اس کے لئے ایک ڈیبیٹ مقرر کر دی جائے ۔ بات تو ہو چکی ہے ۔ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔ یہاں جو ہوا .I do not know why لیکن اس ایوان کا بھی فرض ہے ۔ وہ ایوان زیریں ہے تو یہ بھی ایوان بالا ہے ۔ یہ بھی منتخب ایوان ہے ۔ یہاں تو کوئی نامزد لوگ نہیں آئے ہیں تو کیا ان کا فرض نہیں ہے ۔

جناب والا! آپ کی صدارت میں کراچی کی صورتحال پر ایک دفعہ جم کر سب پارٹیوں کے لوگ بے شک بولیں ۔ میں تو اکیلا ہوں ۔ میں وعدہ کر سکتا ہوں کہ میں نہیں بولوں گا ۔ میں تو صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اس مسئلے پر ، اس ایوان نے نوٹس لیا۔ اس ایوان میں کراچی

کی صورت حال پر رونے والے موجود ہیں ۔ ایک کے بعد ایک نوجوان راہ چلتے مارا جاتا ہے ۔ ۱۲ اگست کو آپ کے سامنے تمام خبریں گواہ ہیں ۔ اس کے بعد ہڑتالیں بھی ہوئیں ۔ ۱۲ اگست کو ایک صحن میں بیٹھے ہوئے ۱۰ نوجوان مار دیئے گئے ۔ کچھ لوگ آئے انہوں نے ایک مشین گن چلائی اور ۱۲ آدمیوں کو مار دیا اور ان کی جنازہ گاہوں میں نماز جنازہ ہوئی اور کیا کیا ہوا ۔ اس کے بعد بڑے قصے ہوئے ۔ حکومت سے ایم کیو ایم کے لوگ روٹھ گئے ، الگ ہو گئے پھر وزیر اعظم صاحب نے ان کے ساتھ کچھ معاملہ کیا ہے ' کچھ کہا ہے ' وعدہ کیا ہے ۔ وزیراعظم اس ملک میں طاقت ور چیز ہے اور آج تو اور بھی طاقت ور ثابت ہوا ہے ۔ آج کی خبروں کے مطابق جناب ! وہ وعدے کر کے آتا ہے کہ کراچی کے اندر جلدی امن قائم ہو جائے گا اور امن قائم نہیں ہوتا ۔ جناب آپ ہی ایک امن کمیشن پروپوز کر دیں ۔ ضوابط کی پابندی میں تو اس وقت کوئی قرارداد پرپوز نہیں کر سکتا۔ صرف توجہ دلاؤ سمجھ لیں ۔ کراچی امن کمیشن کے نام پر یا کوئی بھی نام دے لیں ۔ کراچی امن کمیٹی کے نام پر آپ ہی ایک کمیٹی تشکیل فرما دیں ۔ ایک قرارداد کی صورت میں اس ہاؤس سے منظور کرا دیں اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ کراچی امن کمیٹی قائم کی جائے۔

بہرحال جناب میں آپ کا وقت نہیں لیتا ' میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اجازت دی۔ اب آپ کی وساطت سے جو بھی حکومت کے لوگ بیٹھے ہیں ' جیسے بھی بے اختیار ہیں' صاحب اختیار بیٹھے ہیں اور حزب اختلاف ان دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اگر تجویز فرما دیں یا میری اس بات کو تجویز سمجھ لیں کہ کراچی کی صورتحال کا کوئی مستقل حل نکالیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ بہت ہی سنجیدہ ہو کر کوشش کی جائے ۔ جناب یہ پورے پاکستان کی اقتصادیات کی جن کا ایک طوطا ہے' پورا پاکستان جن ہے تو کراچی اس کا معیشتی طوطا ہے ' اس کی جان اس طوطے میں ہے۔ خدا نخواستہ اگر حالات خراب ہو گئے تو معیشت تو الگ بات ہے مگر میں تو معیشت سے زیادہ جان کو اہمیت دیتا ہوں' غریب ممالک زندہ ہیں ' میں اس کی غریبی امیری کی پرواہ نہیں کرتا' یہ ایک الگ subject ہے ' سوال یہ ہے جناب کہ بیگناہ جانیں ' چلتے پھرتے لوگ مارے جاتے ہیں' یہ بھی نہیں کہ میں آپ پر حملہ کر رہا ہوں یا لڑ رہا ہوں۔ میں نے یہی عرض کرنا تھا اور آپ کی اس طرف توجہ دلانا تھی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔ پہلے اقبال حیدر صاحب پھر

تاج حیدر صاحب اور پھر اس کے بعد عباسی صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب یہ سنگینیِ حالات کراچی تک محدود نہیں ہیں۔ سنگینیِ حالات کا تقاضا ہے کہ منسلک مسائل پر بھی -----

جناب چیئرمین۔ دیکھیں، کراچی کی واقعی افسوسناک صورتحال ہے۔ dilute نہ کریں اسی پر بات کریں اور issue پھر بعد میں لے لیں گے۔ پہلے کراچی کا issue ہو جائے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب وہ تو انہوں نے بات کرلی اور ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اقبال حیدر صاحب میرا خیال ہے اگر آپ نے کوئی اور issueاٹھانا ہے تو پہلے میں تاج حیدر صاحب کو سن لوں۔

سید اقبال حیدر۔ میں بھی ان کے جذبات کی تائید کرتا ہوں، میں کراچی کا issue اٹھانا چاہتا تھا چونکہ عالی صاحب نے اٹھا لیا ہے اس لئے میں صرف وقت بچانے کے لئے تائید کروں گا تو ایک اور اہم نکتہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ پہلے میں کراچی کا معاملہ ختم کر کے پھر آپ کے نکتے پر آتا ہوں۔ تاج حیدر صاحب آپ بات کرلیں۔

جناب تاج حیدر۔ شکریہ جناب عالی! کراچی بہت زخم سہ چکا ہے اور اب یہ وقت نہیں ہے کہ ہم مزید زخم لگائیں، اب زخموں پر مرہم رکھنے کا وقت ہے۔ میں ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں۔ جب اس ایوان میں مجھے یہ عزت دی گئی اور میں یہاں کا رکن ہوا تو یہاں پر کراچی ہی کا مسئلہ چل رہا تھا۔ کراچی پر ہی بات ہو رہی تھی۔ اس ایوان میں میری پہلی تقریر کراچی کے ہی مسئلہ پر تھی۔ جناب عالی! سیاسی حل کی بات کی جاتی ہے، ایک دوسرے پر الزام لگائے جاتے ہیں، یہ کرتے ہوئے بہت دن ہو گئے لیکن جو کراچی کا اصل مسئلہ ہے اور جو حکومت کی اس سلسلے میں ذمہ داریاں ہیں وہ کیوں نہیں پوری کی جا رہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اس تمام عرصہ کے اندر کراچی نے امن نہیں دیکھا، کراچی نے امن دیکھا۔ سال ڈیڑھ سال کے لئے کراچی کے اندر امن ہوا، وہ چار مہینے بھی گزرے۔ ہماری حکومت کے برخاست ہونے سے پہلے کراچی میں صرف دو death ہوئیں۔ جناب آخر ہو کیا رہا ہے؟ آپ کو یاد ہو گا کہ حکومت جانے کے بعد اسی ایوان میں کھڑے ہو کر

میں نے بارہا نشاندہی کی کہ کراچی کے اندر ان ان راستوں سے ہتھیار لائے جا رہے ہیں' کراچی کے اندر ان ان مقامات پر اسلحہ کے ذخائر کئے جا رہے ہیں اور میں جناب جمیل الدین عالی صاحب کے ساتھ ہم آواز ہو کر کہتا ہوں کہ کچھ لوگ investment کر رہے ہیں' وہ rifle جس سے کہ کسی کو مارا جاتا ہے ' وہ بلٹ جو کہ کسی کے سینے میں اترتا ہے ' وہ مفت میں نہیں آتا کوئی اس کے لئے پیسے خرچ کرتا ہے۔ وہ بچہ جس کی جیب میں دس روپے نہیں ہوتے ' جس کی جیب میں بس کا کرایہ نہیں ہوتا ' جس وقت وہ 30,25 ہزار کی کلاشنکوف اٹھاتا ہے تو یہ کوئی اس کے ہاتھ میں دیتا ہے ۔ بہت بات کی جاتی ہے کہ جنرل بابر نے یہ کیا اور جنرل بابر نے یہ ظلم توڑ دیئے۔ میں آپ سے آج کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ جنرل بابر نے کراچی میں جو ہتھیاروں کے سپلائی کے روٹ تھے وہ کاٹے تھے ' جو ابراہیم حیدری کے راستے آ رہا تھا' جو حب river کے ذریعے آ رہا تھا۔ وہ تمام کے تمام روٹس کاٹے جو سمندر کے راستے تھے' جو خشکی کے راستے تھے' جو بیرون ملک سے کنٹینرز کے اندر اسلحہ کراچی کے اندر لاتے تھے۔ جناب چیئرمین! صورتحال یہ تھی کہ پورا کنٹینر ہے 'چاروں طرف کتابیں ہیں اور بیچ میں اسلحہ ہے۔ اس طریقے سے لاتے تھے۔

(مداخلت)

جناب تاج حیدر: جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ وقت زخم لگانے کا نہیں ہے۔ یہ زخم کریدنے کا نہیں ہے' یہ زخموں پر مرہم رکھنے کا ہے۔ میں بالکل اس کا حامی نہیں ہوں کہ کسی پارٹی کو یا کسی فرد کو ذمہ داری دی جائے۔ میں phenomenon کو discuss کر رہا ہوں اور وہ phenomenon یہ ہے کہ کوئی تجارت کر رہا ہے۔ کوئی بزنس کر رہا ہے۔ کوئی پیسے بنا رہا ہے اور ہمارے بچے مر رہے ہیں۔ MQM کے بچے مرتے ہیں' میرے بچے ہیں PPP کے بچے مرتے ہیں' لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں سینیٹر عالی سے کہ اگر ۱۷۰۰ کراچی کے اندر مرتے ہیں تو اس میں سیاسی صرف ۱۵۰ ہوتے ہیں۔ ان باقی ۱۵۰۰ کا کیا قصور ہے۔ جیسا کہ سینیٹر صاحب نے خود فرمایا کہ چلتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ وہ اس لئے مارے جاتے ہیں کہ کسی کو پیسے بنانے ہیں۔ کسی کو ہتھیار بیچنے ہیں۔ جنرل بابر نے کراچی میں ایکشن نہیں لیا تھا۔ جنرل بابر نے یہاں پر ایکشن لیا جہاں سے ہتھیار آ رہے تھے۔ گاؤں کے اوپر' بازاروں کے اوپر بلڈوزر چلائے۔ بیچ میں قرآن پاک رکھے' جرگے کے اندر لوگوں سے حلف اٹھائے کہ وہ کراچی کے اندر ایک گولی بھی نہ بیچنے دیں۔ میں بار بار حکومت کو کہتا رہا ہوں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سپلائی لائن کو کاٹا جائے۔ سپلائی لائن نہیں

کاٹی جا رہی۔ میں نے چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت کو خط لکھا۔ میں نے آرٹیکل ۲۵۶ کا حوالہ دیا کہ پرائیویٹ آرمی allowed نہیں ہے۔ یہ غیر قانونی ہتھیار نیشنل سکیورٹی کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اور پاکستان کی افواج کا یہ فرض ہے کہ نیشنل سکیورٹی کے پیش نظر ان غیر قانونی ہتھیاروں کو ضبط کر لیں۔ میں نے چیف آف دی آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت کو کہا اس خط میں کہ جناب عالی! قطع نظر اس کے کہ کیا سیاسی وابستگی کس کی ہے۔ کس گروپ سے کس کا تعلق ہے۔ جو بھی غیر قانونی ہتھیار ہیں وہ لئے جائیں۔ جنرل صاحب نے مجھے جواب دیا کہ

I share your concerns but Mr. Senator you understand that we are passing through difficult times. When the Chief of the Army Staff says this to me that we are passing through difficult times. Where do I look for?

کیا میں اور رضا ربانی اور اقبال حیدر جا کے ہتھیار چھینیں گے۔ جناب عالی معاملہ یہ ہے مسئلہ یہی ہے کہ private armies بنی ہوئیں ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ چلیں جی آپ کی تقریر کافی طویل ہو گئی ہے۔

جناب تاج حیدر۔ جناب معاملہ یہ ہے ۔ private mafias ہیں اور اگر کوئی امن کمیشن عالی صاحب بنانا چاہتے ہیں اور میں whole heartedly support کرتا ہوں اس امن کمیشن کی تجویز کو اور کوئی بھی ایگریمنٹ سیاسی ہوتا ہے ۔ کتنے ۴، ۴ اور ۵، ۵ صفحات کے ایگریمنٹس کئے گئے۔

there should be a single point agenda and that single point agenda should be deweaponization of Karachi.

اور میں آپ سے پھر عرض کرتا ہوں کہ کسی آرمی آپریشن کی ضرورت نہیں ہے۔ بچوں کو ٹائم دیں۔ بچوں کو سمجھائیں۔ کراچی کے لوگ یہ سمجھ چکے ہیں کہ کتنی بڑی تباہی ہے یہ ہتھیار۔ ان کو یہ ٹائم دیجیئے کہ جو اس مدت کے اندر اندر ہتھیار رکھ دے گا اس سے کوئی سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔

Karachi has to deweaponize. Every political party, the MQM, the PPP, the PML has to give firm political commitment that they shall help and endeavour and I

want every political party in karachi to de-link itself from the terrorists. Ireland

کے اندر یہ ہوا ہے، کراچی میں کیسے نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا جناب، اب بہت لمبی بات ہوگئی ہے۔ جاوید اقبال عباسی صاحب۔

جناب جاوید اقبال عباسی: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین! جمیل الدین عالی صاحب نے جو مسئلہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس میں کراچی ایک ایسا شہر تھا جو غریب کی ماں کہلاتا تھا اور بانی پاکستان کا شہر اور روشنیوں والا شہر کہلاتا تھا۔ وہ کس شخص نے تباہ کیا ہے؟ یہ صرف کراچی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے کیونکہ کراچی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اس میں کسی کو الزام ٹھہرانا کہ یہ اس کے دور میں ہوا۔ ۸۵ سے ۱۹۸۸ء تک پاکستان مسلم لیگ کی حکومت رہی، کوئی گڑبڑ نہیں تھی۔

(مداخلت)

جناب جاوید اقبال عباسی: خدا کا خوف کرو۔ بیچ میں مداخلت نہ کرو۔ آپ جب بات کرتے ہیں تو ہم نہیں بولتے۔ جب آپ تقریر کر رہے ہوتے ہیں تو ہم آپ پر تنقید نہیں کرتے ہیں۔ یہ غلط عادت آپ نے ڈال دی ہے، آپ میرے بزرگ ہیں۔ خدا را! بات کرنے دیا کریں۔

جناب چیئرمین: دوسرا یہ کہ I want to clarify that یہ جو میں allow کر رہا ہوں کہ وقت ہے it should not be sighted as a precedent کل آپ کہیں کہ جی آپ نے کراچی کے دو آدمیوں کو allow کر دیا تھا۔ تو یہ اس لئے کہ وقت ہے اور آپ لوگوں کی مرضی سے یہ ہو رہا ہے، sense of the House بھی یہی ہے۔

سید تاج حیدر: جی جناب میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مرنے والوں کے لئے ہمارے پاس وقت ہے۔

جناب چیئرمین: جی صحیح ہے اب فرمایئے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: جی جناب بالکل صحیح۔ جناب چیئرمین! اس میں کراچی

کے رہنے والے ہی نہیں پورے پاکستان سے تعلق رکھنے والے غریب لوگ وہاں جاتے ہیں مزدوری کے لئے اور وہاں سب کی جانوں کا بال بچوں کو خطرہ ہے اور اس میں صرف یہی نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ 90 سے 93 تک جو وزیراعظم محمد نواز شریف نے action لئے تھے اندرون سندھ میں ہمارے ہزارہ یا فرنٹیئر کے لوگ جو مال لاتے تھے تو دن کو سفر کرتے تھے پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ راتوں کو بھی سفر کرنے لگے تھے۔ بات یہ ہے کہ کس نے یہ کیا؟ اس وقت مل بیٹھ کر اس پر ہمیں سوچنا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ کراچی میں امن ہو گا تو یہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف تب ہی رہیں گے اور ہماری حکومت بھی تب ہی خوش اسلوبی سے پانچ سال لگائے گی۔ یہ ہم نہیں چاہتے' یہ سب کچھ ہمیں اللہ تعالی نے پاکستان کی ہی بدولت دیا ہے۔ ہمیں مل بیٹھ کر سب باتیں طے کرنی چاہیئیں' چاہے ہمارا وزیر کچھ کہتا ہے تو یہ سب بھڑوں کی طرح لڑنا شروع ہو جاتے ہیں' یہ بات نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اپنی بات سنائیں اور ہماری بات بھی سنیں۔ آپ نے ہمارے وزیراعظم کے بچوں سے لے کر اس کے باپ تک کسی کو نہیں چھوڑا' لیکن آج دن تک ہم نے آپ کے کسی قائد کے متعلق کم از کم کوئی برا لفظ نہیں کہا' کہا ہو گا تو صرف محترم کہا ہو گا۔ جیسے جمیل الدین عالی صاحب نے کہا کہ تمام سیاسی اکابرین اور سیاسی جماعتیں مل بیٹھ کر کراچی کا حل سوچیں ورنہ پاکستان کے لئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور آئے دن دس بارہ پندرہ آدمیوں کا قتل یہ اس سارے کے الزام میاں محمد نواز شریف پر لگاتے ہیں' یہ سب ان کی ملی بھگت ہے اور اس کو حل کرنے کے لئے حزب اقتدار اور حزب اختلاف اور دونوں طرف کی حلیف جماعتیں مل بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالحئی صاحب' آپ نے بلوچستان کی بات کرنی ہے' کافی ہو گیا ' اقبال حیدر صاحب کو بات کرنے دیں۔ اچھا چلیں آپ دو منٹ بات کر لیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ میں صرف مختصر یہ عرض کروں گا کہ اس ملک کے امن و امان کا مسئلہ ہے' سارا ملک اس وقت امن و امان کے لئے پریشان ہے۔ اس کے حل کے لئے حزب اقتدار اور حزب اختلاف سب کا فرض ہے۔ ساری سیاسی جماعتوں کا فرض ہے۔ جب امن نہیں ہو گا تو ملک کیسے ترقی کرے گا۔

دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ ہماری سیاست میں دہشت گردی کا کلچر موجود ہے' سب

سے بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے، ہم سیاسی لوگ ہیں، ووٹ بھی ہم لے جاتے ہیں اور پھر بھی اس ملک کے اندر militant wings ہیں، یہ جو militant wings ہیں اس ملک کے اندر کہاں سے آتے ہیں۔ میں حیران ہوں جناب ان حالات میں ملک کے اندر امن کہاں سے ہو گا۔ اسمبلی میں بھی بیٹھتے ہیں اور militant wings بھی رکھتے ہیں تو کیسے امن قائم ہو گا۔ اسلحہ کو خراب بھی سمجھتے ہیں اور اسلحہ کے انبار بھی لگائے ہوئے ہیں، اسلحہ کے کاروبار کو گناہ سمجھتے ہیں اور اسلحہ کا غیرقانونی سلسلہ بھی جاری ہے۔ اسلحہ کے انبار لگے ہوئے ہیں، کوئی شہر، کوئی دیہات، کوئی گاؤں جناب والا! اس وقت اسلحہ سے خالی نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلحہ کو بند کرنے کے راستے ہیں وہاں پر بھی ہماری توجہ نہیں ہے۔

جناب والا! اس کا حل بہترین یہ ہے کہ ہم کم از کم ایسا تو کریں کہ یہ ختم ہو، جناب والا! کلاشنکوف سستی، گولی سستی، انسانی خون سستا باقی تمام چیزیں مہنگی ہیں۔ یہ مسائل کیسے حل ہوں گے۔ اس کا آسان حل میری نظر میں یہ ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں صرف زبانی جمع خرچ نہ کریں، ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے double faces ہیں، ایک بات کرتے ہیں پھر دوسری کرتے ہیں۔ ہم چاہے حزب اختلاف میں ہوں یا حزب اقتدار میں ہوں، امن ہم سب کی ضرورت ہے، ملک و قوم کی ضرورت ہے، ۱۴ کروڑ عوام کی ضرورت ہے، تمام شہریوں کی ضرورت ہے اور ایسے شہر جل رہے ہیں، خدا جانتا ہے کہ صرف اس ہی کی وجہ سے ہماری معیشت تباہ ہو رہی ہے، لوگ غیرمحفوظ ہو کر رہ گئے ہیں۔ تو جناب والا! کراچی کا آسان حل یہ ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں مل کر ایک کانفرنس کریں، تمام parliamentarians اپنی جماعتوں کو مجبور کریں کہ بھئی کم از کم امن کے لئے تو اکٹھے ہو جاؤ۔ امن تو ہم سب کی ضرورت ہے، کلاشنکوف کلچر تو کم از کم ختم ہو، گن مافیہ ختم ہو، لوگ اسلحہ کا کاروبار کر رہے ہیں، لوگ اس ہی کی وجہ سے ارب پتی اور کروڑ پتی ہو رہے ہیں، یہ گھناؤنا اور مجرمانہ کاروبار بھرپور طریقے سے کر رہے ہیں۔ ایک آزاد اور خودمختار ملک میں parallel militant wings کی اجازت کیسے دی جاتی ہے اور یہ کوئی اب ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، اب تو عام شہری بھی اس کو جانتے ہیں۔ کوئی شہر میں یہ نئی بات نہیں ہے۔

میری آپ کے توسط سے گورنمنٹ سے اور حزب اختلاف سے اور تمام سیاسی جماعتوں سے یہ التجا ہے کہ اس کو اجتماعی کانفرنس کے ذریعہ حل کیا جائے، بالخصوص وہ سیاسی جماعتیں جو زیادہ اثر و رسوخ رکھتی ہیں، جن کا ووٹ پاور ہے، ان سب کا فرض بنتا ہے، بے شک اس کو کوئی بھی

نام دیں، امن کانفرنس کا نام دیں، امن کمیشن کا نام دیں، لیکن یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے اور اس سے ہمارے ملک کے اندر investment ختم ہو گئی ہے، کاروبار ختم ہو گیا ہے۔ ایمانداری کی بات ہے لوگ اتنے پریشان اور غیرمحفوظ ہیں کہ کہیں جانے کو تیار نہیں ہیں۔ ابھی دوسری مصیبت دیکھیں کہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی ہے، بھئی اس سے دہشت گردی رکے گی؟ جو دہشت گرد لوگ ہیں ان کی گرفت کی جائے۔ اب عام غریب لوگ ہیں ان پر پابندی ہے کہ وہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری نہیں بٹھا سکتے۔ عام غریب لوگ ہیں ان پر پابندی ہے۔ غریب آدمی ہیں وہ کاریں تو رکھ نہیں سکتے ہیں، پبلک ٹرانسپورٹ ہمارے ملک میں نہ ہونے کے برابر ہے، غریب لوگ ہیں آدھ لیٹر پٹرول ڈال دیا، بچے بیوی سب اس موٹر سائیکل پر سفر کرتے ہیں۔ چھوٹے ملازمین ہیں، دو دو لوگ دفتر آتے جاتے ہیں۔ ابھی چند دہشت گردوں نے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فائرنگ کی تو ہم نے غریب آدمی کے لئے مسئلہ بنا دیا ہے، بھئی ان لوگوں کو پکڑو جو فائر کرتے ہیں، جو غلط کاری کرتے ہیں، جو گھناؤنا جرم کرتے ہیں۔ اب ان لوگوں کی سزا اسلام آباد، لاہور، کراچی اور کوئٹہ کے تمام شہریوں کو دیتے ہیں کہ ڈبل سواری موٹرسائیکل پر نہ بٹھائیں، یہ کوئی حل نہیں ہے جناب۔

جناب والا! اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے، اس کا حل تلاش کیا جائے اور اس کا حل یہ ہے کہ تمام پاکستان کو غیرقانونی اسلحہ سے پاک کیا جائے۔ افغانستان کی جو مصیبت ہے، خدا کے لئے اس کو ختم کرو۔ یہ ساری اسلحہ کی دوڑ اس افغانستان کی وجہ سے ہے۔ یہ drug baron and gun baron کی جو مصیبت ہے یہ سب افغانستان کی وجہ سے ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی یہ سب کیا ہے، سرتاج عزیز صاحب ہمیں سمجھائیں کہ یہ سب کیا ہے، یہ کمبل مت لیں، یہ کمبل ہمارا بھی خانہ خراب کررہا ہے، اس نے ہمارے معاشرے کو تباہ کر دیا ہے، یہ کمبل آپ کو کام نہیں دے گا۔ یہ کمبل ایسا کمبل ہے کہ ہمارے چودہ کروڑ عوام کبھی اس مصیبت سے نہیں نکل سکیں گے۔

جناب چیئرمین: جی اقبال حیدر صاحب آپ کا کیا مسئلہ ہے؟

سید اقبال حیدر: جناب والا! یہ صرف ایک نکتہ ہے، ایوان کی مدد کے لئے میں یہ یاد دلا دوں کہ کراچی میں بدترین فسادات 12 اپریل 1985ء کو ایک طالبہ بشریٰ زیدی کی ٹریفک کے

ایکسیڈنٹ میں ہلاکت کے بعد شروع ہوئے تھے۔ اس کے بعد مسلسل فسادات چلتے رہے کراچی میں۔ 11 دسمبر 1985ء کو سہراب گوٹھ میں بہت سانحہ ہوا تھا، جس کا follow up ہوا تھا 13 دسمبر 1985ء کو علی گڑھ کالونی کراچی میں اور یہ لسانی فسادات کی شکل تھی جو مسلسل چلتی رہی۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا جسے حیدر آباد carnage کہتے ہیں، یہ 30 ستمبر 1988ء کو ہوا تھا اور اس دوران میں upto end of 1988. Sir, there were seven judicial commissions جو میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ امن کمیشن ہو یا کوئی اور کمیشن ہو کراچی میں تو سات judicial commissions مقرر ہوتے رہے ہیں۔ آپ کو بھی یاد ہو گا کہ ہمارے سینٹ کی بھی ایک سپیشل کمیٹی بنی تھی جناب احمد میاں سومرو کی سربراہی میں، وہ کمیشن بھی یہ کام کر چکا ہے۔ اس کی رپورٹ آ چکی ہے سینٹ میں اور اس پر بحث بھی ہو چکی ہے۔ اس کے بعد 88ء میں ہماری حکومت آئی۔ میں یہ کہوں گا کہ دہشت گرد کو جب تک آپ دہشت گرد نہیں کہیں گے دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے گی۔ بالکل میں نے بھی یہ غلطی کی کہ میں نے دہشت گردوں سے ہاتھ ملایا اور میں نے اس کی مخالفت بھی کی کہ دیکھیں ایک سال میں پتہ چل گیا کہ ایک طرف Karachi accord پیپلز پارٹی کے ساتھ، دوسری طرف پیپلز پارٹی کے خلاف بغل میں خنجر کہ 2 دسمبر 88 کو دہشت گرد پی پی پی سے accord کرتے ہیں اور حکومت میں شامل ہوتے ہیں 50% اپنا خراج وصول کرتے ہیں اور 19 ستمبر 1989ء میں ایک IJI کے ساتھ خفیہ accord کرتے ہیں اور 24 اکتوبر 89 کو جب پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی جاتی ہے تو وہ اپنا خنجر پیپلز پارٹی کی پیٹھ میں گھونپتے ہیں۔ ہم نے اس نکتے کے اوپر بات کی تھی، لوگوں نے کہا تھا کہ اربن سندھ اور شہری سندھ کے اندر ہم آہنگی ہونی چاہئیے۔ میں اس کا اصولی طور پر اعتراف کرتا ہوں کہ ہونی چاہئیے لیکن وہ ہم آہنگی دہشت گردی سے دستبرداری کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر میں ہم آہنگی کی بات بھی کروں، گلے بھی ملوں اور ساتھ میں خنجر بھی ہو، کلاشنکوف بھی ہو تو جناب وہ بالکل counter productive ہے۔ ہمارے ذہن صاف ہونے چاہئیں۔ 90 میں نواز شریف صاحب کی حکومت آئی، انہوں نے بھی یہی غلطی کی جو ہم نے کی کہ دہشت گردوں کو temporarily اقتدار کے لئے انہوں نے اپنے گلے لگایا اور کیا result رہا کہ دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ آپ question نہیں کر سکتے۔ ************

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, I expunge the word.

He is an elected memeber کہ these words are expunged XXXXXXXX کہ جی

XXXXXXXX پتا نہیں آپ کس کے طفیل بیٹھے ہوئے ہیں

سید اقبال حیدر۔ ***********

Mr. Chairman: No, no please. He is an honourable member of the Senate and don't use such word--------These are expunged.

Syed Iqbal Haider: Alrigh, I do avoid un-necessary debate. My point was---------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ان کی بات ختم ہو جائے پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

سید اقبال حیدر۔ بے احترامی کی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ یہ دہشت گرد کا نمائندہ ہے، میں آپ لوگوں سے بہت مختلف آدمی ہوں۔

سید اقبال حیدر۔ اچھا صاحب میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ میں نے الفاظ expunge کر دیئے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ میں عالی صاحب سے معذرت چاہتا ہوں، میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان کی دل آزاری ہو کیونکہ میں main point پر آنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے کسی لفظ سے آپ کو ٹھیس پہنچی ہو تو مجھے افسوس ہے اور میں معذرت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں اور میں عباسی صاحب سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اب Point کیا ہے۔ ایک منٹ جی بات سن لیں جی۔ آپ کس

---

*(***** Expunged by order of the Mr. Chairman.)*

موضوع پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جو بات یہاں پر ہوئی تھی، حقائق یہاں پر آنے چاہئیں ۔ جب نواز شریف صاحب کی حکومت بنی تو انہوں نے بھی ان کے ساتھ اتحاد کیا۔

جناب چیئرمین۔ وہ بات تو ختم ہو گئی ہے۔ اب آپ نے کس point پر بات کرنی ہے۔

سید اقبال حیدر۔ کیونکہ کراچی پر زیادہ باتیں ہوئیں اور غلط انداز سے باتیں ہوئیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ لاتعداد کمیشن بنے ہمارے دور میں بھی------------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ نہیں آپ کا point ------ایک منٹ جی مجھے سمجھ لینے دیں آپ کراچی پر بات-------- thought some other point of order

سید اقبال حیدر۔ جناب میں ابھی کراچی پر ہی بات کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔

سید اقبال حیدر۔ کیونکہ اس پر بات چل نکلی ہے میں اپنے نکتے کو کل بیان کر سکتا ہوں وہ بھی بہت اہم نکتہ ہے لیکن میں صرف اس ایوان کی مدد کے لئے حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہماری حکومت ختم ہونے والی تھی۔

جناب چیئرمین۔ اب جلدی کریں، time بہت ہونے والا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میں جلدی جلدی کرتا ہوں۔ جناب اگر مجھے interruption نہ ملے تو میری supersonic speech تھی کیونکہ میرے تو دل کے اوپر زخم لگے ہوئے ہیں، ایک تاریخ لکھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ یہ سب لوگ سن چکے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب نہیں سنا، پھر غلط سمت میں جاتے ہیں۔ ہمارے اوپر الزام لگا کہ 27 مئی 90 کو ہم نے حیدر آباد میں کچا قلعہ میں ظلم کیا، ہم نے پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا Judicial Commission بنایا، کمیشن کی بات ہو رہی ہے، آپ سنیں۔ ہماری حکومت برطرف

ہوئی۔ سب سے بڑا Judicial Commission جس میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے ایک جج nominate کیا اور چاروں ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس نے ایک ایک nominate کیا کہ کچا قلعہ پر پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ظلم و تشدد ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: بس دو منٹ اور پھر ختم کرتے ہیں۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: وہ جوڈیشل کمیشن کارروائی شروع کرتا ہے، ہماری حکومت ختم ہوتی ہے، دہشت گرد نگران حکومت میں شامل ہوتے ہیں اور اس جوڈیشل کمیشن کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ کیوں؟ ایک قدم آگے بڑھیں، نواز شریف صاحب نے انہیں گلے لگایا، دہشت گردی جاری رہی، انہوں نے آرمی آپریشن شروع کیا 27 June 1992 کو، 27 June کو نوٹیفکیشن جاری ہوا، 19 June کو آپریشن شروع ہوا۔ کیوں کرنا پڑا۔ انہیں معلوم ہے کہ کیوں کرنا پڑا۔ اس کے بعد 1993 تک یہ آرمی آپریشن جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد ہماری حکومت آتی ہے اور پھر بہت سی ملکی اور غیر ملکی قوتیں پھر وہی راگ الاپتی ہیں کہ دیہی سندھ اور شہری سندھ کا اتحاد ہونا چاہیئے۔ میں اصولاً اس کے حق میں ہوں، یہ ہونا چاہیئے لیکن خنجر ہاتھ میں رکھ کر نہیں، کلاشنکوف ہاتھ میں رکھ کر نہیں۔ دیانتداری سے، کھلے دل سے وہ اتحاد ہو۔ پھر کہا گیا 1993 میں، بیرونی طاقتوں نے بھی کہا اور ملکی طاقتوں اور نام نہاد دانشوروں نے، سیاستدانوں نے کہا۔ وہ نہیں ہوا، مذاکرات چلتے رہے، ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں تھا جناب سوائے اس کے کہ دہشت گردی کی سرکوبی کی جائے۔ ہم نے آرمی کو واپس بلا لیا اور صرف اور صرف پولیس اور رینجرز کی مدد سے ہم بڑے پیمانے پر امن و امان بحال کرنے میں ضرور کامیاب ہوئے اور وہی ایک راستہ ہے۔ ہاں اس کے ساتھ دو اور راستے ہیں کہ مذاکرات کا دروازہ بھی بند نہیں کرو۔ دہشت گردی پر compromise کسی قیمت پر نہیں کرو اور تیسرا یہ کہ جہاں تک just political grievances اور معاشی ناانصافیوں کا تعلق ہے ان کو ختم کرو۔ ہم نے کراچی پیکج بھی بنایا، ہم نے ٹرانسپورٹیشن کے مسائل کے لئے سپیشل پیکج بنائے، پانی کی فراہمی کے لئے بھی نئی لائنوں کا انتظام کیا، ہم نے سڑکوں کو بھی درست کیا۔۔

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب کافی کچھ ہو گیا۔ اگر یہ بحث شروع ہو گئی تو پھر دس دن بھی اس کے لئے ناکافی ہیں۔ آپ نے تاریخ دہرانی شروع کر دی ہے۔ مہربانی

کر کے اس کو ختم کریں۔ کیا کریں، بتائیں، کوئی حل بتائیں۔

سید اقبال حیدر: جب تک

no social, political and economical boycott, first call a terrorist a terrorist, No. 1, then boycott them socially and politically in all respects, thirdly, start a major surgery and clean up operation. You have no option.

دہشت گرد کو بھتہ ملتا ہے کروڑوں کا، وہ تمہاری اپیلوں سے مان جائے گا، وہ تمہارے بیانوں سے مان جائے گا۔ روز ان کے ہاں 1/3 بٹتا ہے لندن سے لے کر لالو کھیت تک، وہ مانے گا تقریروں سے۔ اگر ماننا ہوتا تو پہلے ہی مان چکا ہوتا۔ آج وہ خود حکومت میں ہے، اس لئے ہمیں ملک کے مفاد میں، کراچی کے عوام کے مفاد میں سوچنا ہے۔ ہمیں تو یہ دکھ ہے کہ اس گھر کو آگ لگ رہی ہے اس گھر کے چراغ سے۔ آج کراچی میں اردو بولنے والا ہی مر رہا ہے۔

Mr. Chairman: O.K. The House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 am.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, October 9, at 10.00 a.m]